دیلم تاکنز

ولیم وان اکونر

میری لائبریری

نوبل انعام یافتہ ادیب

ولیم فاکنر

فن اور زندگی کا
ایک جامع ناقدانہ جائزہ

میری لائبریری میں

مجلد سفید کاغذ

6-40

امریکی ادب کو نوخیز ادب کہا جاتا ہے ، بعض اعتبارات سے ہم اسے انگریزی ادب کی ایک شاخ کہہ سکتے ہیں ، لیکن جنگ عظیم (۱۹۳۹ء) کے بعد یہ اپنی ایک آزاد و زندہ حیثیت قریباً منوا چکا ہے۔

اب امریکی ادب اور امریکی ادباء کے بارے میں ممالک یورپ و ایشیا میں قارئین کا اشتیاق بڑھ گیا ہے۔

——یونیورسٹی آف مینے سوٹا نے امریکی ادباء کے فن اور ان کی زندگی کے تنقیدی تعارف کے لئے کتابچوں کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے پیش نظر ترجمہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ اس کتابچے کا موضوع نوبل انعام یافتہ امریکی ادیب ولیم فاکنر کا فن اور اس کی زندگی ہے ، ہمارے ہاں جب بھی دور جدید کے عظیم ادب کا ذکر ہوتا ہے تو فاکنر کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔ مگر عدم توجہ سے تاحال اس کا کوئی ناول یا افسانوی مجموعہ اردو میں ترجمہ نہیں ہو سکا ، البتہ اس کے ناولوں پر مبنی تین فلموں The Sound and the Fury ، Sanctuary اور The Tarnished Angles کی نمائش پاکستان میں ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے اہل علم کے علاوہ عام قارئین کا بھی ایک طبقہ فاکنر کے نام سے ضرور مانوس ہے ، اس کتابچے کے مصنف ''ولیم وان اکونر'' ۱۹۴۶ء سے یونیورسٹی آف مینوسوٹا میں انگریزی پڑھا رہے ہیں۔ اور اس کے تنقیدی مضامین کے پانچ مجموعے اور افسانوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہے۔ وہ متعدد درسی کتابوں کے مؤلف بھی ہیں۔

محمد سلیم الرحمان (مترجم) ایک معروف شاعر ، ناقد و مترجم ہیں ، آجکل مجلہ 'سویرا' کے معاون مدیر ہیں۔

ولیم فاکنر

میری لائبریری

(۹۴)

میری لائبریری میں ادب و افسانہ کی دوسری کتابیں

غبارِ خاطر، ابو الکلام آزاد

دیوانِ غالب اردو،

لذتِ آوارگی، اے ڈی اظہر

دیوانِ غالب فارسی،

ادب کا تنقیدی مطالعہ، ڈاکٹر سلام سندیلوی

اردو کا بہترین انشائی ادب، ڈاکٹر وحید قریشی

پنجابی ادب کی مختصر تاریخ، احمد حسین قریشی

متاعِ ادب، اظہر زیدی

زادِ راہ، پریم چند

میرزا ادیب کے بہترین افسانے، عرش صدیقی

ندیم قاسمی کے بہترین افسانے، مظفر علی سید

خوشبو کے گھاؤ، نوید انجم

فاصلے، سیدہ عفرا بخاری

زندگی کے موڑ پر، چالیس آپ بیتیاں

چاند روشن نہیں، عبد الحمید نظامی

تیسری عورت، اکمل علیمی

۱۹۶۲ کے منتخب افسانے، ڈاکٹر احرار نقوی

منزل منزل دل بھٹکے گا، عنایت اللہ

میدانِ عمل، پریم چند

میرے بہترین افسانے، پریم چند

انتخابِ غالب، اختر عباس

حماقتیں، شفیق الرحمٰن

لہریں، شفیق الرحمٰن

مزید حماقتیں، شفیق الرحمٰن

پرواز، شفیق الرحمٰن

افق سے افق تک، آغا اشرف

ڈوب ڈوب کر ابھری ناؤ، سلمیٰ عنایت

راجا صاحب، شوکت تھانوی

دغا باز، کمال احمد رضوی

فسانۂ مبتلا، مولوی نذیر احمد دہلوی

میرے بھی صنم خانے، قرۃ العین

ننگی دھرتی، مس آئی لن چانگ

سلطانی محلوں کے راز، عبد الرزاق ملیح آبادی

روپ متی، سید فیاض حسین

پتھر کا دیس، عادل رشید

سہرے کے پھول، عادل رشید

آہٹیں، عادل رشید

دل بھولتا نہیں، جعفر علی سید

قلوپطرہ، ارسٹو ویگل

کرن کرن اندھیرا، آغا اشرف

نفنگے کی ڈائری، کمال احمد رضوی

ارنسٹ ہیمنگوے، فلپ ینگ

ولیم فاکنر

تنقیدی تعارف

مصنف: ولیم وان اکونر،
مترجم: محمد سلیم الرحمان

مکتبہ: میری لائبریری لاہور

اردو میں ترجمہ اور اشاعت کے حقوق ناشرین سے حاصل کیے گئے ہیں

میری لائبریری میں پہلی بار ۱۹۶۵ء

طبع اوّل ۳۰۰۰

ناشر: بشیر احمد چودھری ڈائریکٹر

مکتبہ میری لائبریری لاہور ۸

طابع: کوہستان پریس لاہور

فہرست

پیش لفظ — محمد سلیم الرحمٰن

ولیم فاکنر

تنقیدی تعارف — ولیم وان اکونر

ولیم فاکنر کی تصانیف

THE MARBLE FAUN

SOLDIER'S PAY

MOSQUITOES.

THE SOUND AND THE FURY

AS I LAY DYING

SANCTUARY

THESE THIRTEEN

IDYLL IN THE DESERT

MISS ZILPHIA GANT

LIGHT IN AUGUST

SALMAGUNDI

A GREEN BOUGH

DOCTOR MARTINO AND OTHER-
-STORIES.

PYLON.

SARTORIS

ABSALOM, ABSALOM!

THE UNVANQUISHED

THE WILD PALMS

THE HAMLET

GO DOWN, MOSES AND OTHER-
-STORIES.

INTRUDER IN THE DUST.

KNIGHT'S GAMBIT

COLLECTED STORIES OF-
-WILLIAM FAULKNER.

NOTES ON THE HORSETHIEF.

REQUIEM FOR A NUN.

A FABLE.

BIG WOODS.

NEW ORLEANS SKETCHES BY-
-WILLIAM FAULKNER.

FAULKNER AT NAGANO.

THE TOWN.

THE MANSION.

پیش لفظ

فاکنر کا فن امریکی ادب کی ٹیڑھی کھیر ہے۔ فاکنر کو پڑھنا اور سمجھنا دونوں محنت طلب کام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۴۶ء میں فاکنر کی ایک بھی کتاب ناشروں سے دستیاب نہ ہو سکتی تھی۔ اگر فرانسیسی اول اول اس کا جوہر نہ پہچانتے اور بعدازاں اسے نوبل انعام نہ ملتا تو شاید آج بھی اس کی تصنیفات عام طور پر دستیاب نہ ہوتیں اور ہیرمین میلول کی طرح وہ بھی گمنامی کی زندگی بسر کرتا۔ حالانکہ فاکنر ہیمنگوے سے کہیں زیادہ امریکی ہے اور اس کی اچھی تحریروں سے ریاستہائے متحدہ کے جنوبی علاقے کی مٹی کی مہک صاف آتی ہے، لیکن اس کی مشکل پسندی اور اضطراب نے اسے مقبول نہ ہونے دیا۔ اس کی بجائے ہیمنگوے امریکی ادب کا

بین الاقوامی نمائندہ قرار پایا۔

ہیمنگوے نے ہمیشہ امریکہ سے گریز کیا ہے۔ اس کے ناولوں کے منظر و پس منظر یورپ اور افریقہ ہیں جنہیں امریکی تارکان وطن کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ یہ مفرور لوگ جابجا اپنی جڑیں از سر نو پیوستہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایک عجیب طرح کی نفرت اور ڈر ہے، امریکہ کے لیے اور امریکہ سے، جو ان کے دل میں بیٹھا ہوا ہے اور جس کا سرچشمہ غالباً ہیمنگوے کے باطن میں ہے۔ اس کے برعکس فاکنر اس زمین کا وفادار رہا جس نے اسے جنم دیا تھا۔ اس نے مسی سپی نامی ریاست کے ایک ڈھائی ہزار مربع میل کے قطعے کو، جو اس کا بخوبی دیکھا بھالا تھا، اپنے لیے کافی سمجھا۔ اسی کو وہ بار بار، طرح طرح سے، مختلف نقطہ ہائے نظر سے، اپنے کام میں لاتا رہا۔ یہ قطعہ گویا کرداروں، قصوں اور منظروں کی ایسی زنبیل ہے جس کے خزانے ختم نہیں ہو سکتے، ایسا کنواں ہے جس میں پانی سدا موجود رہتا ہے۔

فاکنر کا تعلق ایک جنوبی ریاست سے تھا اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے شمال اور جنوب میں مزاج کا بہت فرق ہے۔ یہ فرق اتنا گہرا ہے کہ امریکی روح میں رخنہ بن گیا ہے۔ مشہور امریکی خانہ جنگی بھی شمال اور جنوب ہی کے درمیان ہوئی تھی اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جنوب کے سفید فام لوگ حبشیوں کو اپنا غلام بنائے رکھنے پر بضد تھے اور شمال کے سفید فام لوگ انہیں آزاد کر دینے

کے حق میں تھے۔ خانہ جنگی میں بالآخر جنوب کو شکست ہوئی، لیکن میدان جنگ میں فتح یا شکست کسی ایسے معاشری مسئلے کا حل ثابت نہیں ہوا کرتی جس کی جڑیں باطن میں دور تک پھیلی ہوں ۔ جنوب میں حبشیوں کو بدستور تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا رہا اور اب بھی دیکھا جاتا ہے۔ فاکنر نے اپنے ناولوں اور افسانوں میں دراصل یہ دکھایا ہے کہ خانہ جنگی ابھی ختم نہیں ہوئی، اسی شدومد سے جاری ہے، صرف پیکار کی سطحیں بدل گئی ہیں اور یہ کہ امریکی زمین پر حبشیوں کا وجود اور ان کے ساتھ بدسلوکیاں، جو مسیحی تعلیمات کے صریحاً منافی ہیں، پھانسوں کی طرح ہیں جو سفید فام باشندوں کے ضمیر میں کھٹکتی رہتی ہیں —— اور شاید ضمیر تو نام ہی ایسی چیز کا ہے جس میں کچھ نہ کچھ پھانس کی طرح کھٹکتا رہے۔

لیکن فاکنر ان فنکاروں میں نہیں جو کسی نقطۂ نظر کو زندگی پر مسلط کر دیتے ہیں۔ اس کا وژن (VISION) تو ایک جہان ہے، جس میں جنگل اور دریا اور جانوروں کی صورت میں فطرت بھی موجود ہے، شکاری بھی ہیں —— جانوروں کے بھی، حبشیوں کے بھی، اور اپنے ضمیر کے بھی —— شکار بھی اور جہاں زندگی، ہومر کے پیرمرد بحری کی طرح، شکلیں بدل کر سامنے آتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی بدلتی ہوئی شکلوں میں ہمیں اپنے سوالوں کے جوابوں کی جھلکیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ فاکنر کو پڑھے بغیر امریکی روح کی پنہاں کشمکش کے بارے میں رائے قائم کر لینا ایسا ہی ہے جیسے ساحل پر کھڑے ہو کر سمندر

ولیم فاکنر
کی گہرائی کا اندازہ لگانا۔

اس تعارف میں جہاں جہاں فاکنر کی تصانیف سے اقتباسات آئے ہیں انہیں جوں کا توں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ اصل کا ذائقہ کسی حد تک برقرار رہ سکے۔ ترجمے میں ان کی غرابت فاکنر کے اسلوب کے ساتھ انصاف ہے۔

محمد سلیم الرّحمٰن

ولیم فاکنر

تنقیدی تعارف

ولیم فاکنر کا یوکنا پٹاؤفا (YOKNAPATAWPHA) ضلع، جو ریاست مسی سپی میں واقع ہے اور جس کا صدر مقام جیفرسن نامی شہر ہے، اساطیری علاقہ بھی ہے اور حقیقی بھی۔ حقیقت اور اسطارے کو ایک دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے کیونکہ فاکنر نے شمالی مسی سپی کی تاریخ، جغرافیہ اور باشندوں کی کیفیت بھی قلم بند کی ہے، اور ان کی کایا پلٹ بھی کر دی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ یوکنا پٹاؤفا ضلع اور اس کے باشندگان کو چکاسا[1] (CHICKASAW) انڈینوں کے زمانے سے لے کر اب تک شمالی مسی سپی کی ایک صحیح تاریخ قرار دینے کے بجائے ایک ایسی چھوٹی سی

---

[1] انڈینوں کا ایک طاقتور اور جنگ جو قبیلہ جو کسی زمانے میں شمالی مسی سپی میں آباد تھا۔ مترجم

بذاتِ خود مکمل دنیا سمجھا جائے جو تخیل کی پیداوار ہے۔

یوکناپٹاؤفا ضلع کا رقبہ دو ہزار چار سو مربع میل ہے اور آبادی ۱۵،۶۱۱ افراد پر مشتمل ہے۔ ضلع میں کہیں تو شکار کے لیے موزوں زرخیز ڈیلٹائی زمین ہے، کہیں ریتلا اور جھاڑیوں بھرا دیہی علاقہ ہے؛ جیفرسن ہے، جہاں جیل ہے، قصبے کا چوک ہے، اور پرانے پرانے مکان جن سے فرسودگی کی بو آتی ہے؛ وہاں روند نمبر چار ہے، اور بڈھے فرانسیسی کا ڈیرہ ہے؛ گرد آلود سڑکیں، دلدلیں، گورستان اور ریلوے لائن ہے، اور وہ زبردست دریا ہے جو کبھی کبھی بالکل ہموار اور گہرا ہوتا ہے، لیکن جب چڑھ جائے تو آپے سے باہر، ہنگامہ خیز اور تباہ کن۔! کئی سے بھی زیادہ نسلیں یوکناپٹاؤفا میں آباد نظر آتی ہیں —— انڈین، غلام، بڑے زمیندار، فوجی جنہوں نے خانہ جنگی میں حصہ لیا تھا، بن باسی، عمر رسیدہ امیرزادیاں، پرانے جنگ آزمودہ سپاہی، پہلے تو وہ جنہوں نے خانہ جنگی دیکھی تھی، پھر وہ جن کا تعلق پہلی جنگِ عظیم سے تھا، اور آخر میں وہ جن کا دوسری جنگِ عظیم سے تعلق تھا، دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والے، نوکر چاکر، لبباطی، واعظ، وکیل، ڈاکٹر، کسان، کالج کے لڑکے، اور متعدد دیگر لوگ۔ گرجا کے گھنٹہ گھر میں کبوتر، زرد پھولوں والی ہنی سکل (HONEYSUCKLE) بیل کی مہک، جولائی کی گھمسیلی سہ پہر، اتوار کی سہ پہر کو دوائی اسٹور، حبشیوں کی کوٹھری کی سڑاند اور بو، قصبے

کے چوک میں گھوڑے کے سموں کا کڑ اکا ـــــــــ یہ سب اور سینکڑوں دیگر مناظر، فاکنر کی بیانیہ قوتوں کی بدولت، ایک بے نہایت ابدی نظارے کا حصہ بن چکے ہیں۔

اور شاید یہ بھی کہہ ہی دینا چاہیئے کہ اس اساطیری علاقے کو، جنوب کا حصہ ہونے کی حیثیت سے، باقیماندہ یعنی مغربی، مشرقی اور شمالی ریاستہائے متحدہ سے بالکل مختلف تصور کیا گیا ہے۔ جنوب کا رہنے والا، یوکنا پٹاؤفا ضلع کا ساکن، اپنے جرم کا بوجھ، کہ یہ اس پر آشوب اور تکلیف دہ ورثے میں اسے ملا ہے جس کی ابتدا غلامی[1] سے ہوئی تھی، خود اٹھائے پھرتا ہے اور انفرادی انداز میں اس سے اثر قبول کرتا ہے۔

شمالی مسی سپی ـــــــ بالخصوص آکسفورڈ نامی قصبہ ("جیفرسن") اور لیفایٹ ضلع ("یوکنا پٹاؤفا ضلع") ـــــــ فاکنر کا اپنا علاقہ ہے۔ اس کا خاندان وہاں خانہ جنگی سے بھی پہلے سے آباد ہے بحیثیت خاندان کے ان پر ایسے لمحے بھی آئے جو بڑے کارہائے نمایاں سے عبارت تھے اور انہوں نے ایسے دن بھی دیکھے جب خاندان اور اس کا مستقبل خطرے میں نظر آتا تھا فاکنر نے اپنے خاندان کی تاریخ اور اپنی ذاتی تاریخ پر غور و فکر کیا ہے ـــــــ

---

[1] یعنی کالوں کی غلامی سے۔ مترجم

اور کہانیاں لکھتے وقت دونوں سے کام لیا ہے۔

ولیم فاکنر ۱۸۹۷ء میں نیو ایلبنی، مسی سپی، میں پیدا ہوا۔ ۱۹۰۲ء میں اس کے گھر والے آکسفورڈ آ گئے جہاں مسی سپی کی یونیورسٹی واقع تھی اور فاکنر کے باپ، مرے سی۔ فاکنر (FALKNER) نے لوہے تانبے کے برتنوں کی دوکان کھول رکھی تھی اور گھوڑے کرائے پر دیا کرتا تھا۔ بعد ازاں وہ یونیورسٹی کا کاروباری مینجر بن گیا۔ (خاندانی نام (فاکنر) میں حرف "ن" نہ تھا۔ یہ اضافہ فاکنر کی پہلی کتاب (THE MARBLE FAUN) کے طابع نے کیا)۔ فاکنر کی ماں کا نام ماڈ بٹلر تھا۔ بچے کل چار تھے: ولیم، مرے، جون اور ڈین۔

ولیم فاکنر کا پردادا، ولیم سی فاکنر، ۱۸۲۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ وہ شمالی مسی سپی میں کسی افسانوی ہستی کی طرح مشہور رہا۔ اس کی زندگی کی تفصیلات، جن میں سے متعدد اس کے پڑپوتے کی کتابوں میں نظر آتی ہیں، کچھ ایسی ہیں جیسے کسی "پکارسک"[1] (PICARESQUE) ناول کے واردات پڑھ رہے ہوں۔ دو مرتبہ وہ قتل کے مقدموں میں ماخوذ ہو کر بری ہوا۔ خانہ جنگی کے دوران میں جب اس نے کرنل بن کر دھاوا ماروں کی ایک ٹولی کی قیادت کی تو بڑا

---

[1] ناول جس کا ہیرو کوئی عیار اور آوارہ شخص ہو۔ مترجم

جی دار سپاہی اور نظم و ضبط کا سختی سے قائل ثابت ہوا۔ لڑکپن کے زمانے میں وہ غربت کا مارا، پیسے کمانے کے لیے کوشاں رہا کرتا تھا تاکہ بیوہ ماں کی مدد کر سکے لیکن مرنے سے پہلے ایک ریلوے لائن کا مالک اور ریاستی آئین ساز مجلس کا رکن بن چکا تھا۔ آئین ساز مجلس کے انتخاب میں اس نے جس آدمی کو شکست دی تھی وہ پہلے ریلوے لائن میں اس کا ساجھی تھا۔ انتخاب کے تھوڑے ہی عرصے بعد اسی ساجھی نے اسے ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا ریلوے لائن کے بالمقابل ولیم سی۔ فاکنر کا مجسمہ موجود ہے۔

ولیم سی۔ فاکنر کا بیٹا، اور ناولسٹ (فاکنر) کا دادا، جے۔ ڈبلیو۔ ٹی۔ فاکنر وکیل، بینکر اور سرکاری نائب اٹارنی تھا۔ اس نے "(REDNECKS) کی شورش" میں سرگرمی سے حصہ لیا (یہ ایک سیاسی تحریک تھی جس نے مزارعوں کو ووٹ ڈالنے کا پہلے سے زیادہ حق دلایا تھا)۔ آکسفورڈ کے وہ رہنے والے' جو ابھی اسے بھولے نہیں، بتاتے ہیں کہ وہ چڑچڑے مزاج کا آگ بگولہ ہو جانے والا آدمی تھا۔ وہ بہرا تھا، اور اس کی آن بان میں تصنع تھا۔

صاف عیاں ہے کہ یہ پردادا اور دادا اصل میں اور سارٹورس —— (SARTORIS) اور غیر مغلوب —— (THE UNVANQUISHED) اور متعدد دیگر افسانوں میں موجود کرنل سارٹورس اور بایارڈ سارٹورس ان کی نقل۔ وہ قدیم جنوب کی افسانوی روایت کا حصہ ہیں اور فاکنر کے

یوکناپٹاوفا " ساگا " (SAGA)[1] میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ فاکنر کے خاندان کے بالکل قریبی افراد (یعنی والدین، بھائی بہن وغیرہ)، ذرا زیادہ بالواسطہ انداز میں، کومپسن خاندان کی اصل معلوم ہوتے ہیں۔ غلغلہ اور غضب

THE SOUND AND THE FURY

میں انہیں مرکزی حیثیت حاصل ہے، لیکن وہ دوسری کہانیوں میں بھی نمودار ہوتے رہتے ہیں۔

ولیم فاکنر پڑھنے لکھنے میں کمزور تھا اور دسواں درجہ پاس کرنے کے بعد اس نے ہائی اسکول چھوڑ کر دادا کے بینک میں ملازمت کر لی۔ اس کے مطالعے کا دائرہ بہت وسیع تھا، اور وہ نظمیں لکھنے لگا۔ اس نے مصوری کرنے کی کوشش بھی کی۔ یہ نوجوان، جس کا اداس مزاج گھڑی گھڑی بدلتا رہتا تھا، آکسفورڈ والوں کے لیے ایک معمہ تھا۔ ۱۹۱۴ء میں اس نے ایک نوجوان وکیل، فل اسٹون، سے دوستی کا آغاز کیا جس سے اسے ادبی بحثیں کرنے کا موقع ہاتھ آیا اور کونریڈ ایکن، رابرٹ فراسٹ، ایزرا پاؤنڈ اور شیرووڈ اینڈرسن جیسے روزافزوں شہرتوں کے مالک ادیبوں سے واقف ہونے میں مدد ملی۔

---

[1] ایسا طویل ناول یا ناولوں کا سلسلہ جو ایک ہی خاندان کے متعلق ہو۔ مترجم

ولیم فاکنر

چونکہ فاکنر کا وزن اتنا نہ تھا جتنا کہ ہونا چاہیئے تھا اور قد صرف پانچ فٹ پانچ انچ تھا، امریکی فوج نے اسے بھرتی کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم وہ ٹورنٹو (کینیڈا) میں رائل فلائنگ کور میں، کیڈٹ کے طور پر، بھرتی ہونے میں کامیاب رہا۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۸ء کو، جب فوج توڑ دی گئی، وہ اعزازی سیکنڈ لیفٹننٹ کے عہدے پر فائز ہوا۔ اپنے عہد کے بیشتر ادیبوں کی طرح فاکنر بھی اکثر پہلی جنگ عظیم کے واقعات اور ڈھکے چھپے مفاہیم دونوں پر سوچ بچار میں کھویا رہا ہے۔ اس کی ابتدائی کتابوں کا، اور ایک تازہ ترین کتاب A FABLE کا بھی موضوع یہی ہے۔

چونکہ وہ سابق فوجی تھا اس لیے اسے مسی سپی کی یونیورسٹی میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس نے انگریزی، ہسپانوی اور فرانسیسی پڑھی لیکن صرف ایک درسی سال تک وہاں طالب علم رہا۔ طالب علموں کے نکالے ہوئے رسالوں اخباروں میں اس کی لکھی ہوئی چیزوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک بذلہ سنج اور کڑوی طبیعت کا نوجوان تھا، جو اس دبدھا میں پڑا ہوا تھا کہ خود کو فنکار سمجھے یا محض ایک پیشہ ور۔! وہ نیویارک سٹی میں کتابوں کی ایک دکان پر ملازم ہو گیا، لیکن یہ سلسلہ بھی زیادہ دیر جاری نہ رہا اور وہ جلد ہی آکسفورڈ لوٹ آیا۔ دو سال تک وہ بڑھئی اور گھروں پر رنگ روغن کرنے والے کی حیثیت میں، چھوٹے موٹے کام کرتا رہا، اور پھر یونیورسٹی کا پوسٹ ماسٹر ہو گیا۔ اس نے جلد ہی استعفیٰ دے دیا اور استعفیٰ

کے خط میں لکھا: "لعنت ہے مجھ پر اگر میرا یہ ارادہ ہو کہ ہر اس آوارہ گرد لفنگے کے اشاروں پر ناچتا پھروں جو ڈاک کا ٹکٹ خریدنے پر دو سینٹ خرچ کرسکتا ہے۔" اسی سال، ۱۹۲۴ء میں، THE MARBLE FAUN شائع ہوئی۔ نظموں کی اس کتاب میں نقالی کا عنصر بہت نمایاں تھا۔ اس کی اشاعت اسٹون کی مالی امداد کی مرہون منت تھی۔

فاکنر نے، نیو اورلینز کے راستے، یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ نیو اورلینز پہنچنے کے بعد وہ بہرحال، چھ مہینے تک وہیں پڑا رہا۔ اس نے ——— TIMES-PICAYUNE کے لیے چند خاکے قلم بند کیے، DOUBLE DEALER کو چیزیں لکھ کر دیں جو ایک اہم "چھوٹا میگزین" تھا، اور شیروڈ اینڈرسن سے دوستی کی جو ان دنوں ان امریکی ادیبوں میں شمار ہوتا تھا جنہیں بے حد پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ وہاں اس نے اپنا پہلا ناول، "سپاہیوں کی تنخواہ" (SOLDIERS' PAY)، لکھا جو اینڈرسن کی مدد سے شائع ہوا۔ طبیعتوں کے فرق کی وجہ سے دونوں میں جھگڑا بھی ہو جایا کرتا تھا اور "شیروڈ اینڈرسن اور دیگر مقامی گورے[1] (CREOLES)" نامی کتاب میں فاکنر نے اینڈرسن کے اسلوب کی پیروڈی لکھی تھی، اس کے باوجود ان کی

---

[1] ہسپانوی یا فرانسیسی نژاد باشندے جو امریکہ ہی میں پیدا ہوئے ہوں۔ مقامی گورے۔ مترجم

دوستی میں فرق نہ آیا۔ مذکورہ بالا کتاب فاکنر کے ایک نیو اورلینز کی دوست ولیم اسپرٹیلنگ کی ڈرائنگوں کا مجموعہ تھی۔ اس کتاب میں اسپرٹیلنگ کی ایک ڈرائنگ ہے جس میں فاکنر اور وہ میز کے سامنے بیٹھے تصویریں بنانے، لکھنے اور شراب پینے میں مشغول ہیں۔ دیوار پر، بطور نشان، "آرٹ زندہ باد" درج ہے۔ فاکنر کی کرسی کے نیچے تین گیلن مکئی کی شراب رکھی ہے۔ جون ۱۹۲۵ء میں فاکنر اور اسپرٹیلنگ اٹلی جانے اور فرانس اور جرمنی کی پیدل سیر کرنے کی غرض سے ایک مال جہاز پر سوار ہوئے۔

مارچ ۱۹۲۶ء میں "سپاہیوں کی تنخواہ" کی اشاعت کے موقع پر فاکنر نیویارک واپس پہنچ چکا تھا۔ "بھٹکی ہوئی نسل[1]" کے بارے میں یہ پُرتکلف ناول اس نے دوسروں کی نظر میں جچنے کے لیے لکھا تھا۔ اس کا اسلوب سوئن برن اور بیئرڈسلے کا، یا زیادہ عام طور پر، "FIN DE SIECLE[2]" روایت کا مرہونِ منت تھا۔ ایک مثال ملاحظہ ہو: "انہوں نے اور شراب نوش کی۔ موسیقی گونجتی رہی نوخیز پتوں میں، تاریکی کے اندر، اور ستاروں

---

[1] "LOST GENERATION"

[2] کسی ادبی تحریک کا آخری دور ـــــ اس دور کی تصنیفات میں تصنع، تکرار اور ابتذال بہت بڑھ جاتا ہے۔

کی زرّیں اور گُنگ بے آہنگی کے تلے۔! برآمدے سے آنے والی روشنی
گم ہو گئی تھی، مکان آسمان کے آگے بہت بڑا اور پھیلا ہوا نظر آرہا تھا:
ایک چٹان جس سے ٹکرا کر درختوں کی موجیں بکھر رہی تھیں، اور بکھرتے ہی
ہمیشہ کے لیے ٹھٹک جاتی تھیں:۔ اور ستارے سنہرے ارنا گھوڑے تھے
جو نیلگوں مرغزاروں کو برف کی طرح تیز اور درخشاں سموں سے ٹھکراتے ہوئے
ناشنیدہ ہنہنا رہے تھے۔ آسمان، اتنا بعید، اتنا افسردہ، سنہرے ارنے گھوڑوں
کا ٹھکرایا ہوا، جنہوں نے شام سے صبح تک بغیر آواز نکالے ہنہناتے ہوئے
انہیں دیکھا تھا، اس عورت کو دیکھا تھا —— اس کا تنا ہوا بدن کسی تنگ
تالاب کی طرح اوندھا اور برہنہ ... ... " FIN DE SIECLE
روایت ریاستہائے متحدہ میں کبھی پروان نہ چڑھی۔ اگر یہ کہنا ممکن ہے کہ
ویلیس اسٹیونز کی شاعری میں پروان چڑھی ہے تو بات دوسری ہے لیکن
نوجوان فاکنر میں امریکہ کے پاس ایسا مصنف موجود تھا جو اس روایت سے
بہت لگاؤ رکھتا تھا۔ موضوع کے اعتبار سے اس ناول کی چنداں اہمیّت
نہیں، لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ اس کا جواں سال مصنف صلاحیّت کا
مالک تھا۔ "سپاہیوں کی تنخواہ" پر جو تبصرے شائع ہوئے وہ موافقت کا
پہلو لیے ہوئے تھے اور اس کے ناشر نے فاکنر کا ایک اور ناول چھاپنے کا
معاہدہ کر لیا۔ نیا ناول لکھنے کے لیے فاکنر "یسیکا گوٹا" مسی سپی

چلا گیا۔

ناول "مچھر" (MOSQUITOES) میں، جو ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا، نیو اورلینز کا ماحول تھا۔ جہاں تک موضوع کا تعلق ہے اس ناول میں یہ کہا گیا ہے کہ کام باتوں سے زیادہ اہم ہے اور کام کرنے والے باتیں بنانے والوں سے زیادہ اہم ہیں۔ ناول طنزیہ ہے، لیکن طنز میں اکثر جگہ سلیقہ بالکل نہیں۔ ایک کردار، جس کا نام ڈاسن فیئر چائلڈ ہے، اینڈرسن پر مبنی ہے۔ اور ناول کے جو حصے زیادہ دلچسپ ہیں ان میں سے ایک میں "گپوں" کا سلسلہ ہے جس کے متعلق فاکنر نے بعد میں بتایا کہ وہ خود اس نے اور اینڈرسن نے مل کر گھڑی تھیں۔ "مچھر" کی "سپاہیوں کی تنخواہ" سے کم آؤ بھگت ہوئی۔

"سارٹورس" (SARTORIS) نے جو ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا، فاکنر کو صحیح معنوں میں ادیب بنا دیا۔ "سارٹورس" لکھتے ہوئے اس نے "دریافت کیا کہ لکھنا تو بڑی عمدہ چیز ہے! اس کی بدولت تم آدمیوں کو ان کی پچھلی ٹانگوں پر اس طرح کھڑا کر دینے کے قابل ہو جاتے ہو کہ ان کا سایہ دور تک پڑتا نظر آتا ہے۔" یہ ناول، جس میں فاکنر کی اپنی نسل کا ذکر شامل ہے، سارٹورس (یا فاکنر) خاندان کی افسانوی روایت کا غیر ناقدانہ حوالہ ہے۔ اس کا مرکزی کردار نوجوان بایارڈ ہے جو جنگ لڑ چکا ہے۔ وہ ان

ولیم فاکنر

نوجوانوں میں سے ایک ہے جنہیں گرٹرود اسٹین نے " بھٹکی ہوئی نسل" کا خطاب دیا تھا۔ لیکن اسے اپنے جنوبی ورثے سے بھی گہری دلچسپی ہے۔ "سارٹورس" بعد میں لکھے جانے والے کئی افسانوں کا ماخذ ہے، اور اسے لکھتے ہوئے فاکنر نے اس موضوع کے وقار اور سوز و گداز کو دیکھنا اور محسوس کرنا شروع کیا، جسے آگے چل کر اس نے سب سے زیادہ دہرایا ہے۔ " سارٹورس " کے ساتھ ساتھ فاکنر " غلغلہ اور غضب" بھی لکھ رہا تھا۔ یہ دونوں ناول صرف چند مہینے کے فرق سے شائع ہوئے۔ "سارٹورس" آخری چیز تھی جو فاکنر نے مبتدی کی حیثیت سے لکھی۔ " غلغلہ اور غضب" ایک بڑے مصنف کی کتاب ہے۔

جون ۱۹۲۹ء میں فاکنر نے ایسٹیل اولڈھیم سے شادی کی اور کتابیں لکھ کر روزی کمانے کا تہیہ کر لیا۔ دس سال کے اندر اندر اس نے تقریباً وہ سب کچھ لکھ اور چھپوا ڈالا جو اس کا بڑا کام تصور کیا جاتا ہے۔ وہ کئی بار ہالی وڈ بھی گیا، جہاں اس نے فلم اسکرپٹ لکھے، اور کئی بار نیویارک سٹی بھی گیا، لیکن زیادہ وقت اس نے آکسفورڈ میں گزارا۔ جائے پناہ (SANCTUARY) سے اسے جو شہرت حاصل ہوئی، بدنامی اس کا جزو اعظم تھی۔ تنقیدی داد اسے کہیں آہستہ آہستہ ملی۔ عجیب بات یہ ہے کہ امریکیوں کی نسبت فرانسیسیوں نے فاکنر کے زورِ قلم کا زیادہ جلد اور

زیادہ بڑے پیمانے پر اعتراف کیا۔ اندرے مالرو نے "جائے پناہ" کا پیش لفظ لکھا اور ژاں پال سارتر نے فاکنر کے کام پر ایک طویل تنقیدی مقالہ تحریر کیا۔ ۱۹۴۶ء میں جب مالکم کاؤلے نے اپنا با اثر PORTABLE FAULKNER (ایک انتخاب) شائع کیا، تو فاکنر کی کوئی کتاب بازار میں نہ ملتی تھی۔ اور فاکنر پر جو سنجیدہ تنقید اس وقت تک لکھی گئی وہ بہت تھوڑی ذرا سی تھی، لیکن ۱۹۴۶ء میں قابل قدر مطالعوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اب تو شاید ہی کوئی تنقیدی یا علمی رسالہ ایسا ہو جس میں فاکنر پر متعدد مقالات نہ چھپ چکے ہوں۔ ۱۹۵۰ء میں فاکنر کو نوبل پرائز ملا۔ اپنی بیٹی کے ساتھ فاکنر انعام لینے سویڈن گیا اور وہاں اس نے جو ایڈریس پیش کیا اسے بے حد سراہا گیا ہے۔ اس کے بعد فاکنر کو اور بھی کئی انعامات ملے ہیں، جن میں پلٹزر پرائز؎ بھی شامل ہے۔ یہ اسے —— THE TOWN پر ملا تھا۔ فاکنر نے یورپی ممالک، بالخصوص فرانس، کا دورہ بھی کیا ہے۔ ۱۹۵۵ء میں چند ہفتے جاپان میں بھی گزارے ہیں اور کبھی کبھی امریکہ میں عام جلسوں میں بھی شرکت کی ہے۔ ۱۹۵۷ء میں وہ ورجینیا یونیورسٹی میں مہمان ادیب کی حیثیت سے مقیم رہا۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں اس نے اعلان کیا کہ وہ شارلوٹس ول، ورجینیا میں مستقل طور پر آباد ہونے کا ارادہ

؎ امریکی انعام جسے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مترجم

رکھتا ہے۔

فاکنر کی کتابوں کے متعدد ایڈیشن، بالخصوص نئے چھپے ہوئے سستے ایڈیشن، برابر بازار میں آرہے ہیں؛ ان میں سے بعض کو فلموں اور ٹیلی وژن ڈراموں کی شکل دی گئی ہے؛ اور ——— REQUIEM FOR A NUN بطور ڈرامہ براڈوے میں چل چکا ہے۔ یہ ڈرامہ متعدد یورپی ملکوں میں کھیلا گیا، اور فرانس میں اسے البیر کامو نے اپنا کر پیش کیا۔ فاکنر کو عظیم امریکی ادیب تسلیم کرلیا گیا اگرچہ بعض دفعہ قارئین نے اور کبھی کبھار نقادوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ ان کے خیال میں فاکنر کے ساتھ ضرورت سے زیادہ اعتنا کیا گیا ہے، وہ بے مہار خطیبانہ انداز کا مالک ہے، یا محض مبہم ہے اور اسے پڑھتے ہوئے الجھن ہوتی ہے۔ فاکنر کے چاہنے والے بعض اوقات یہ دعوے کرتے ہیں کہ اس کے مخالفین اسے برا بھلا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اس کے کمال کی فطرت کو سمجھنے میں ناکام ہیں۔ اور مخالفین بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ فاکنر کے چاہنے والے اس کی خطابت کے طلسم میں اسیر ہیں۔ حقیقت ان دونوں نقطۂ ہائے نظر کے بیچ میں کہیں ہے۔

رابرٹ پین ویرن ایک مقالے میں، جو پہلی دفعہ ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا تھا، یہ کہتا ہے: "ولیم فاکنر نے انیس کتابیں لکھی ہیں جو تاثر کی پہنچ، فلسفیانہ وژن، اسلوب کی اپج، کردار نگاری کے تنوع، مزاح اور المناکی

کی شدت کے اعتبار سے ہمارے عہد اور ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ اس کے باوجود ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ فاکنر کے کام میں سنگین نقائص موجود ہیں۔ کبھی کبھار الم ناکی کی شدت نری جذباتیت، تکنیکی کمال فقط پیچیدگی، فلسفیانہ وزن محض ذہن کا الجھاؤ بن کر رہ جاتا ہے۔ اس حد تک تو ہمیں قبول کر ہی لینا چاہیئے، کیونکہ بطور مصنف فاکنر ناہموار ہے ——— ! یہ ناہمواری، ایک لحاظ سے، اس امر کی دلیل ہے کہ فاکنر آدمی جان دار ہے، خطرات مول لینے کے ... ... لیے تیار رہتا ہے، نت نیا تاثر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے، مواد اور طریق کار کو نئے سرے سے الٹ پلٹ کر دیکھتا ہے۔" مسٹر ویرن کا کنایہ اس طرف ہے کہ فاکنر کے کمزور پہلو بعض اوقات اس کے کارہائے نمایاں میں اس طرح پیوست ہیں کہ انہیں جدا کرنا ممکن نہیں اور اس حقیقت کو ماننے سے انکار کر کے فاکنر کے چاہنے والے اس کے حق میں کوئی بھلائی نہیں کرتے۔

فاکنر کے بعض نقادوں نے اس کے موضوعات کا ملخص تیار کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے۔ مثلاً، وہ کہتے ہیں کہ فاکنر سول وار سے قبل کے اشرافیوں اور ان کی اولاد کو جنوبی معاشرے کے دوسرے گروہوں پر ترجیح دیتا ہے، یا یہ کہ وہ جدیدیت کا دشمن ہے اور بیسویں صدی کے روز افزوں صنعتی اور مشینی نظام میں اسے شر کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ جو کوئی فاکنر کے ناولوں کو تاریخ وار

پڑھے گا، ان کے موضوعات کا تجزیہ اور پلاٹوں کا ملخص تیار کرے گا، جیساکہ فاکنر کے کام کے پیشِ نظر تذکرے میں کیا گیا ہے، وہ دیکھ سکتا ہے کہ اس قسم کا تلخیص پر مبنی جائزہ درحقیقت کام نہیں دے سکتا۔

مثال کے طور پر رابرٹ فروسٹ، ولیس اسٹیونز یا ارنسٹ ہیمنگوے کا نقاد ان موضوعات کا کھوج لگاتے ہوئے جنہیں بار بار دہرایا گیا ہے، ایک طویل مضمون قلم بند کر سکتا ہے۔ ان تینوں میں سے ہر مصنف کی پہلی کتاب سے آخری کتاب تک موضوع اور نقطۂ نظر کی یک جہتی میں فرق نہیں آتا۔ فاکنر کے یہاں یہ معاملہ نہیں۔ نہ ہی اس کے یہاں جیمز اور رویران کی طرح کوئی بڑا "فلسفیانہ" موضوع ہے۔ جسے ہر نئی کتاب میں تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے اور مزید وسعت دی جائے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فاکنر نے ملک کے ایسے حصے میں زندگی بسر کی ہے جہاں ریاستہائے متحدہ کے دوسرے علاقوں کی نسبت انیسویں صدی کی پارسائیاں زیادہ زندہ ہیں اور یہ کہ یہ پارسائیاں بعض دفعہ ان معروضات سے ٹکراتی ہیں جنہیں فاکنر نے صدی کی پیداوار ہونے کی وجہ سے، اپنانے پر مائل ہے۔ لیکن پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ یہ تصادم کسی بھی ناول میں حاکم یا مرکزی موضوع نہیں ہے۔ فاکنر کے موضوعات کے متعلق کوئی کلیہ قائم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ بنیادی مسیحی نیکیوں کو مانتا ہے، بشرطیکہ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے کہ بعض ناولوں میں طرزِ عمل کی جن شکلوں کی فاکنر نے بظاہر وکالت

کی ہے وہ بشیتر راسخ العقیدہ عیسائیوں کی نظر میں کج رویا شر انگیز قرار پائینگی۔
اس کی ادبی زندگی بیان کرنے کا ایک معقول اور منصفانہ طریقہ یہ ہے ــــــ
اور اس مقالے میں اسی طریقے پر کاربند ہونے کی کوشش کی گئی ہے ــــــ
کہ ایک وقت میں ایک ہی اہم تصنیف کو سامنے رکھ کر اس میں پیش آنے والے
واقعات کا خلاصہ بیان کیا جائے، موضوعات کو چھانٹ کر الگ الگ کر دیا جائے،
اور یہ بتایا جائے کہ واقعات کو بیان کرنے کا کیا طریقہ استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ بیان
کے سلسلے میں فاکنر اہم مخترع ہے۔

فاکنر نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اس نے "غلغلہ اور غضب" لکھنے میں "اپنی
جان کھپا دی تھی"۔ اس کے بہت سے مداحوں کا خیال ہے کہ یہ اس کا بہترین
ناول ہے، اور بیسویں صدی میں لکھے گئے عظیم ترین ناولوں میں سے ایک ہے۔ اس
میں کلام نہیں کہ یہ کتاب بڑی فنی مہارت، بلکہ عبقریت کا نتیجہ ہے،
لیکن اس بارے میں کہ فاکنر اس میں کیا کہنے کی کوشش کر رہا تھا کچھ تنقیدی اختلاف
پایا جاتا ہے۔

"غلغلہ اور غضب"، بیّن طور پر ایک "جدید" ناول ہے۔ اسے ہنری
جیمز، کونرڈ، اسٹیفن کرین، فورڈ میڈکس فورڈ، اور جوائس کی اثر پسندانہ
(IMPRESSIONISTIC) روایت کی پیروی میں لکھا گیا ہے
ــــــ یعنی وہ روایت جس کے بقول "زندگی بیان نہیں کرتی بلکہ ہمارے

اذہان پر تاثرات ثبت کرتی رہتی ہے" اور اتنا کہنے کے بعد، ناول نویس کہانی کو اجازت دے دیتا ہے، یا یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ اجازت دے رہا ہے، کہ وہ اپنے آپ بیان ہوتی رہے۔ (جو اُس سے بالخصوص فاکنر نے اندرونی خود کلامی، شعور کے دھارے کا استعمال، اور دو لفظوں کو ملا کر نیا لفظ بنانا سیکھا ہے۔)۔

کبھی کبھار، بہر حال، فاکنر کہانی میں دخل بھی دیتا ہے، لیکن اس دخل اندازی کے بھی خاص معنی ہیں: وہ اپنی خطیبانہ آواز، جو ایک قسم کا کورس ہے، کسی کردار کو سونپ دیتا ہے۔ مثلاً کوئنٹن کومپسن کو، جسے بالعموم بے ترتیب، مضطرب انداز میں بلکہ باؤلوں کی طرح سوچتے ہوئے دکھایا گیا ہے، اچانک ایک بالکل اور ہی قسم کی زبان میں ریل گاڑی کا ایک سفر یاد آتا ہے جس کے دوران میں اس نے، کھڑکی میں سے، ایک بوڑھے حبشی کو خچر پر سوار دیکھا تھا۔ وہ عبارت یہ ہے:

"پھر ٹرین نے چلنا شروع کیا۔ میں کھڑکی سے باہر، سرد ہوا میں جھک کر پیچھے دیکھتا رہا۔ وہ وہاں کسی ہڈیاں نکلے خرگوش جیسے خچر کے پاس کھڑا تھا، دونوں کے دونوں خستہ حال اور بے حرکت اور غیر ناصبور۔ ٹرین موڑ پہ پہنچ کر گھومنے لگی، انجن بھاری آواز میں، ٹھیر ٹھیر کر چھک چھک کرتا دھواں اڑاتا رہا، اور یوں وہ دونوں بڑی سلاست سے نظر سے اوجھل ہو گئے ———— خستہ حال اور دائمی صبر کی، اور ساکن طمانیت کی وہی کیفیت اپنے اوپر طاری

کئے ہوئے: وہ طفلانہ اور مستعد نالائقی اور بظاہر محال معتبری کا امتزاج جوان کی، جن سے اسے بالکل بلاوجہ محبت ہے، خدمت گزاری اور حفاظت کرتا ہے اور انہیں مسلسل ٹوٹتا رہتا ہے اور ذمہ داری اور اخلاقی پابندیوں کو ایسے ڈھیٹ طریقوں سے ٹالا بالا بتاتا ہے جنہیں سخن سازی بھی نہیں کہا جا سکتا اور چوری یا ٹال مٹول کرتے ہوئے پکڑے جانے پر بھی فاتح کو اسی صاف دل اور بے ساختہ پسندیدگی سے دیکھتا ہے جس سے ایک شریف آدمی اس شخص کو دیکھتا ہے جس نے اسے کسی بے لاگ مقابلے میں ہرایا ہو، اور مزید برآں گورے لوگوں کی سنکی باتوں پر دبی شفقت آمیز اور ان تھک تحمل جو ایسے بچوں کے لیے جو تنگ کرتے ہیں اور جن کے بارے میں پتا نہیں ہوتا کہ کیا کر بیٹھیں گے دادا یا دادی کے دل میں ہوتا ہے جسے میں بھول چکا تھا۔"

یہ عبارت "سارٹورس" سے بہت مشابہ ہے جس میں فاکنر نے خود ہی راوی کا کام انجام دیا ہے۔ فاکنر کی خطیبانہ آواز اس انداز سے ان تمام کتابوں میں دخل دیتی رہتی ہے جو "غلغلہ اور غضب" کے بعد لکھی گئی ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر کردار اپنے اپنے مخصوص انداز میں سوچتے اور بات کرتے ہیں۔ مثلاً یہاں بینجی، جو باؤلا ہے، گولف کا میچ دیکھ رہا ہے: "میں جنگلے میں سے، لچھے دار پھولوں بھری جگہوں کے درمیان، انہیں لاٹھیاں مارتے دیکھ سکتا تھا۔ وہ اُدھر آ رہے تھے جہاں جھنڈی لگی ہوئی تھی اور میں جنگلے کے ساتھ ساتھ

چلتا گیا۔ لسٹر پھولوں والے درخت کے پاس گھاس میں شکار ڈھونڈ رہا تھا۔ انہوں نے جھنڈی اکھاڑ لی اور وہ لاٹھیاں مار رہے تھے۔" بینجی کے تمام خیالات محسوسات، بوباس، کھانے پینے، سونے، یا آواز کے سروں سے متعلق ہیں۔ گزرا ہوا زمانہ اور زمانۂ حال اس کے ذہن میں ایک دوسرے میں ضم ہو کر ساتھ ساتھ جاری رہتے ہیں۔ وہ کبھی غور نہیں کرتا، منصوبے نہیں بناتا ——— وہ محسوس کرتا ہے۔ جیسن کومپسن کے افکار اور گفتگو سے، جو ہمیشہ ہی طنز آمیز ہوتی ہے، اس کے تلخ مزاج اور محرومی کا اظہار ہوتا ہے: " میں نے ماں کو شب بخیر کہا اور اپنے کمرے کا رخ کیا اور بکس نکالا اور پھر سے گننے لگا۔ میں عظیم امریکی خصی گھوڑے کو رندہ پھیرنے والی چکی کی طرح خراٹے بھرتے سن سکتا تھا۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ وہ مردوں کا بھی اسی طرح بندوبست کر دیں گے تاکہ ان کی آوازیں عورتوں جیسی ہو جائیں۔ لیکن شاید اسے پتا نہیں کہ انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسے یہ بھی پتا تھا کہ وہ کیا کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا، یا مسٹر برجس نے اسے کیوں جنگلے کا کھونٹا مار کر گرا دیا تھا۔" "غلغلہ اور غضب" میں ہر جگہ قاری دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے، خواہ وہ نوجوان کومپسن کے بچوں کا سونے کی تیاری کرنے کا ذکر ہو، شریف النسب اور جھینکنے والی مسز کومپسن کا لہجہ ہو، ڈلسی کی شائستگی اور صبر ہو یا بڑے ٹھاٹ باٹ سے بیان کیا ہوا حبشی وعظ ہو یا قصبے

کے چوک میں کوئنٹن کے سموں کا کرڑا کا ہو۔

"غافلہ اور غضب" میں جو بنیادی کہانی بیان ہوئی ہے وہ ایک خاندان کے تنزل کے بارے میں ہے۔ اس خاندان میں جرنیل، ایک گورنر اور متمول زمیندار ہو چکے ہیں۔ وہ کومپسن نائل کے مالک تھے۔ کومپسنوں کے سن وار وقائع ہیں، جو مالکم کاؤلے کے "دپورٹ ایبل فاکنر" کے لیے مرتب کئے گئے تھے، فاکنر خاندان کی تاریخ کا ۱۶۹۹ء سے ۱۹۴۵ء تک سراغ لگایا ہے۔ لیکن اصل ناول، ۲ جون ۱۹۱۰ء سے ۸ اپریل ۱۹۲۸ء تک محدود ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کومپسنوں کی آخری نسل پر کیا بیتی۔ مسٹر کومپسن ایک حاضر جواب لیکن شرابی وکیل ہے، مسز کومپسن کو ہر وقت اپنی عزت، عظمت رفتہ اور موجودہ بے وقری کی باتوں کا، جیسے اس کا باؤلا بیٹا اور نکما بھائی ماؤری، فکر رہتا ہے۔ کینڈیس، کوئنٹن، جیسن اور بینجی کو ہم اس وقت دیکھتے ہیں جب وہ بچے تھے اور پھر جب وہ بالغ ہو گئے۔

کوئنٹن کیمبرج اور میساچوسیٹس، میں نظر آتا ہے، جہاں وہ اپنے آپ کو خودکشی کے لیے تیار کر رہا ہے: وہ اپنے خاندان کے بارے میں مگر بالخصوص کینڈیس کی ڈالٹن ایمز کے ساتھ زناکاری، اور سڈنی ہربرٹ ہیڈ سے شادی کے متعلق غور و فکر کرتا ہے۔ اس دن (۲ جون ۱۹۱۰ء) کے دوران میں جو تجربات اسے ہوئے وہ سایہ آسا انداز میں اس کو یادوں کو، اور بالخصوص اس

کی کینڈیس اور خود کو وقت کی بے معنی گرج سے چھٹکارا دلانے کی ناکام کوشش کو، چھوتے رہتے ہیں۔ کینڈیس (اپنی بہن) سے زنا کرنے کی خواہش کے پس پشت یہ امید کارفرما ہے کہ اس سے خدا غصے میں آکر انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جھونک دے گا۔ لیکن اس کے باپ نے اسے بتایا تھا کہ کنوارپن ایک آورش ہے جسے مردوں نے ایجاد کیا تھا، اور یہ کہ بہن سے زنا کرنے کی یہ باتیں محض خود کو ایسی اہمیت دینے کا ایک ذریعہ تھیں جو نہ اس کے حصے میں آسکتی ہے نہ کسی اور کے۔ کوئنٹن یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ کینڈیس کے علاوہ کسی کو اس سے محبت نہیں۔ ایک دفعہ وہ کہتا ہے "میری کوئی ماں نہیں۔"

کوئنٹن کا بھائی، جیسن چہارم، بڑا ہو کر، لوہے تانبے کے برتنوں کے ایک اسٹور میں ملازم ہو جاتا ہے، اسٹاک مارکٹ میں داؤ لگایا کرتا ہے، اور بڑی باقاعدگی سے وہ رقم چراتا رہتا ہے جو کینڈیس اپنی، کوئنٹن نامی، ناجائز لڑکی کے قیام و طعام کا خرچ اٹھانے کے لیے بھیجا کرتی ہے۔ لڑکی، جس کے ساتھ جیسن ہمیشہ کمینے پن سے اور کبھی کبھار بے رحمی سے پیش آتا ہے، اس کے پاس سے روپے چرالیتی ہے اور ایک آدمی کے ساتھ جو ایک کارنیوال میں ملازم ہے بھاگ جاتی ہے۔ جیسن انہیں ڈھونڈنے یا مسروقہ رقم وصول کرنے میں ناکام رہتا ہے ـــــ اور اس کی ناکامیاں برداشت سے تقریباً باہر

ہیں۔ جیسن روایت، اصول اور عزت کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔

ڈلسی نامی بوڑھی حبشن جو شائستہ اور ہمدرد اور ذمہ دار ہے، اس ربط اور ان اخلاقی اصولوں کی مثال بنتی ہے جن سے تقابل کے ذریعے کومپسن پر، کنایتاً، فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ ڈلسی کا شمار فاکنر کے سب سے یادگار کرداروں میں ہوتا ہے۔

فاکنر نے کہا ہے کہ "غلغلہ اور غضب" "کھوئی ہوئی معصومیت" کی کہانی ہے۔ یہ ایک دروں بیں خاندان کی تاریخ بھی ہے جس کا زیادہ تر وقت اپنے ماضی میں گزرتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ہاتھورن کے ناول —— "THE HOUSE OF THE SEVEN GABLES" کی یاد دلاتا ہے۔ اس سے دوستوفسکی کے ناول "THE BROTHERS KARAMAZOV" کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے۔ ایک نقاد نے کہا ہے کہ کوئنٹن کا "جرم و سزا" والے راسکال نیکوف سے کچھ نہ کچھ رشتہ ہے۔ اگر "غلغلہ اور غضب" کو بنیادی طور پر کوئنٹن کی کہانی سمجھا جائے (جو بلاشبہ ایک جانب دار اور بے ہنگم اصرار ہے) تو یہ ایک ایسی تلاش بن جاتی ہے جو جدید مرکزی کردار کا، جو بالعموم ایک حساس جمال دوست ہوا کرتا ہے، خاصہ ہے یعنی کسی اساسی اہمیت کے حامل ذوق کی تلاش۔ اسے ایک خاندان

کے اندر محبت کی ناکامی، خودداری اور باہمی احترام کا فقدان، سمجھ کر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ جنوب کی کہانی ہے۔ یہ بیسویں صدی کی کہانی ہے۔ اور ایک خاندان کے زوال کی حیثیت سے یہ مغربی ادب کی بعض قدیم ترین کہانیوں سے مشابہ ہے۔

"جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" AS I LAY DYING

(سنہ ۱۹۳۰ء) سیدھی سادی کتاب بھی ہے اور الجھن میں ڈالنے والی بھی۔ تعمیر اور اسلوب کے اعتبار سے یہ فاکنر کے حیرت انگیز کمال کی نمود ہے۔ ناول میں کل پندرہ کردار ہیں، اور ایک وقت میں ایک ہی کردار پر تمام توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس طرح ناول ساٹھ حصوں میں بٹ گیا ہے۔ ہر کردار، کہانی کی آگے کی طرف حرکت سے بیک وقت انعطاف کرتے اور اس میں حصہ لیتے ہوئے، نفس مضمون میں در آتا ہے اور اس حد تک معنی آفرینی کرتا ہے جس تک پہنچنا اس کے شعور اور ادراک کے لیے ممکن ہو۔ یہ تکنیک اس بات کا باعث ہوتی ہے جسے ہنری جیمز نے "سیرابی کی ممکنہ انتہا" قرار دیا ہے۔ لیکن یہ کچھ الجھن کا باعث بھی ہوتی ہے ——— کیا یہ ایڈی کی کہانی ہے؟ ڈارل کی یا کیش کی، یا ان سب کی اور ساتھ ہی دوسرے شرکاء کی بھی؟ مزید پیچیدگی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" ایک رسمیاتی اور علامتی سفر کے طور پر اور ایک فطرت پسندانہ اور نفسیاتی

کہانی کی حیثیت سے، دو سطحوں پر وجود رکھتا ہے۔ کیونکہ، اگرچہ اس کا محل وقوع مسی سپی ہے اور یہ ایک "ریڈ نیک" خاندان کے بارے میں ہے، "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" قدیم زمانوں اور دور افتادہ مقامات کی یادوں کو حاضر کر دیتا ہے۔ "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" یا فاکنر کے کسی اور ناول کو یہ سمجھ کر نہ پڑھنا چاہیئے کہ اس کا شمالی مسی سپی سے لازم و ملزوم قسم کا تعلق ہے۔ یہ بہت ہی پابندِ اسلوب کہانیاں ہیں ــــ اور ان کے جغرافیے کا تعلق مسی سپی کی بجائے روح سے زیادہ ہے۔

مصر سے امّت موسوی کا نقل وطن، دریائے اردن کا عبور ہونا، دریائے اسٹکس (STYX) کے پار رفتگان کا دشوار سفر، لمبے کارواں جو مقدس سفر پر مکہ یا منگولیا یا تبت میں واقع کسی حرم پاک کو جا رہے ہوں ــــ ناول میں تابوت کا سفر ان سب کا کنایہ معلوم ہو سکتا ہے۔ ایڈی بنڈرن کے تابوت کا سفر ایک رزمیہ لہجے کا حامل ہے۔ یہ ایک باضابطہ رسم ہے، ایک وعدے کی تکمیل ہے۔ خاندان کے ہر فرد کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ دوسروں سے بالخصوص ایڈی سے، اپنے تعلقات پر سوچ بچار کر سکے۔ لیکن ایڈی بذات خود نیکی اور دانائی کی سادہ یا مطلق علامت نہیں ہے، گو وہ حیرت انگیز طور پر جاندار اور بعض اعتبارات سے قابل تعریف ہستی ہے۔

"جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" خود غرضی، بڑائی کی ہوس، غلبۂ توہم یا سیدھی سادی انسانی حماقت کو گھٹا کر پیش نہیں کرتا۔ جہاں تک لہجے کا تعلق ہے وہ پرسکون، مہیب، وحشیانہ، اوٹ پٹانگ یا رفیع الشان ہو سکتا ہے۔ فاکنر کو یہ دعوٰے نہیں کہ سفر کے اختتام تک ہر کردار کو دانش کے جام سے گھونٹ بھرنے کا موقع مل چکا ہے اور وہ پوری طرح نیا ہو کر گھر لوٹتا ہے۔ ڈارل دیوانہ ہو جاتا ہے، چھوٹا وارڈی مین ویسا ہی مخبوط الحواس ہے جیسا کہ تھا، ڈیوی ڈیل کو صاف صاف ناکامی کا دکھ ہے، اور اینس نے دفنانے کے سفر سے فائدہ اٹھا کر نئی بیوی ڈھونڈ لی ہے۔

اساسی طور پر ناول کے واقعات یہ ہیں: —— ایڈی بنڈرن دم توڑ رہی ہے۔ کیش، جو بڑا بیٹا ہے، اس کا تابوت بنا رہا ہے۔ اس کا شوہر انیس اپنا بوجھ دوسروں کو اٹھانے دیتا ہے اور اپنے افعال کی تاویلات آسانی سے ڈھونڈ لینے کا عادی ہے۔ دوسرا بیٹا، ڈارل، جسے ایڈی ٹھکرا چکی ہے، اس باطنی قوت کا حامل ہے جسے "غیب بینی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جیول، ایڈی کا ناجائز لڑکا ہے۔ اس کا باپ وھٹ فیلڈ نامی واعظ ہے جو خود کو حق بجانب ثابت کرنے کا عادی ہے۔ اولاد میں چوتھے نمبر پر ڈیوی ڈیل ہے جسے لیف نامی بڈھے لڑکے کا حمل ہے۔ ڈارل کو پتا ہے،

حالانکہ کسی نے اسے بتایا نہیں، کہ جیول، اینڈی کا ناجائز اور سب سے لاڈلا بیٹا ہے اور اسے پتا ہے کہ ڈیوی ڈیل حمل گرانے کی گولیاں خریدنے کے لیئے جیفرسن جانا چاہتی ہے۔ سب سے چھوٹے بچے وارڈمین کا، جو بعض اوقات فاترالعقل معلوم ہوتا ہے، خیال ہے کہ اس کی ماں کو ڈاکٹر پی بوڈی نے مار ڈالا ہے، اور وہ ایک مردہ مچھلی اور اپنی مردہ ماں میں تمیز نہیں کر پاتا۔ (ڈاکٹر پی بوڈی انہیں پرکھنے کا ایک وسیلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ خاندان کا فرد نہیں اور باہر سے آکر کہانی میں شریک ہوا تھا۔) اینڈی چاہتی ہے کہ اسے جیفرسن میں دفنایا جائے، جہاں اس کے باپ دادا دفن ہیں۔ وہ محسوس کرتی ہے کہ اینس سے زبردستی وعدہ لے لیا تو وہ قول سے پھر نہ سکے گا اور ممکن ہے اسی بہانے اس کی زندگی اینس کی زندگی میں اس طرح گھل مل جائے جیسے پہلے کبھی نہ گھل مل سکی تھی۔ اس کی موت کے بعد خاندان جیفرسن روانہ ہوتا ہے۔ سفر ایک ڈراؤنا خواب ہے۔ تابوت ایک دریا میں الٹ جاتا ہے۔ کیش کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے اور اینس، روپیہ بچانے کی غرض سے۔ ٹانگ پر سمنٹ کا لیپ کر دیتا ہے۔ ڈارل نے ایک غلے کی کوٹھی میں آگ لگا دی تاکہ اینڈی کی لاش جل کر برابر ہو جائے، لیکن جیول نے اسے بچا لیا۔ گدھ ان کا پیچھا کرتے ہیں۔ ایک دوا فروش نے ڈیوی ڈیل کے ہاتھ گولیاں فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور ایک سوڈا واٹر بیچنے والے نے بہلا پھسلا کر اس

کی آبرو لوٹ لی۔ اینس ایڈی کی قبر کھودنے کے لیے پھاوڑا اور بیلچہ مانگ کر لاتا ہے۔ ڈارل کو جیکسن میں واقع پاگل خانے پہنچا دیا جاتا ہے اور اینس، ڈیوی ڈیل کی رقم ہتھیا کر، اپنے لیے دانتوں کا نیا چوکا خریدتا ہے اور ایک نئی بیوی لے آتا ہے۔

ایڈی کا عقیدہ ہے کہ آدمی کو اپنے اکیلے پن میں خلل اندازی کرنی چاہئے، "گناہ" یا "محبت" جیسے الفاظ کو خلل اندازی یا ماخوذ ہونے کا نعم البدل ہونے کی اجازت نہ دینی چاہئے۔ اور اس نے —— مرنے کی تیاری کرتے ہوئے —— اسی طور سے زندگی بسر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس عقیدے کو بعض اوقات ناول کا موضوع قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ایڈی عقلیت پر مبنی انوکھی تاویلات بھی کرتی ہے: وہ کہتی ہے، کیش میرا اصلی بیٹا ہے کیونکہ جب وہ میرے پیٹ میں تھا تو اس وقت تک مجھے پتا نہ چلا تھا کہ اینس کی زندگی میری زندگی میں اور میری زندگی اینس کی زندگی میں خلل انداز نہ تھی۔ اس کا دوسرا لڑکا ڈارل ایک "غداری" معلوم ہوتا ہے، اور وہ اسے ردّ کر دیتی ہے۔ پھر جیول پیدا ہوتا ہے —— لیکن وھٹ فیلڈ اینس کی مانند ہے، لہٰذا وہ محسوس کرتی ہے کہ جیول کلیتہً اس کا اپنا ہے۔ جیول کو جنم دینے کی تلافی کے طور پر وہ ڈیوی ڈیل اور وارڈیمین کو جنتی ہے۔ جن دو بیٹوں کو اس نے قبول لیا ہے یعنی کیش اور جیول، وہ اسے جیفرسن پہنچانے کے

لیے بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ ڈارل کو جیول سے اس لیے نفرت ہے کہ وہ ایڈی کو پیارا تھا، اور وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ ایڈی کو جیفرسن نہ پہنچنے دے۔ وہ کہتا ہے: "میری کوئی ماں نہیں۔" ڈیوی ڈیل اپنی ماں سے بے اعتنا ہے اور وارڈمین کوئی اخلاقی فیصلہ کرنے کا اہل ہی نہیں۔

اس ناول کے کئی موضوع ہیں۔ بقول ایڈی، دوسروں میں شریک ہونا، اور اس شمولیت اور ناگزیر تشدد اور دکھ درد کو قبول کرنا، آدمی پر واجب ہے۔ کیش اور جیول بظاہر اس عقیدے کو قبول کر لیتے ہیں اور اس کے سہارے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اینس اور باقی بچے، مختلف وجوہات کی بنا پر، اس عقیدے کو نہیں مانتے۔ دونوں لڑکے اور لڑکی اینس اور ایڈی کے مابین محبت کے فقدان کے مارے ہوئے بھی ہیں۔ ایڈی دوسروں کو اپنے میں شریک کرنے کی ضرورت کے عقیدے سے تو وفا کرتی ہے، لیکن ڈارل، ڈیوی ڈیل یا وارڈمین سے وفا نہیں کرتی جو اس کے جسم کی اولاد تو ہیں لیکن عقیدے کی اولاد نہیں۔ وہ انہیں ٹھکرا دیتی ہے۔ اور ڈارل، شاعرانہ، متفکر قسم کے آدمی کے طور پر ("فکر سے پیدا ہونے والی بیماروں جیسی زردی پھری ہوئی") تیسرا موضوع چھیڑتا ہے۔ انسان کو کائنات میں ایک راہ گم کردہ مخلوق سمجھ کر ہر وقت اسی بارے میں فکرمند رہنے کے اعتبار سے وہ کوئنٹن کومپسن سے مختلف نہیں (دونوں اپنے آپ کو بن ماں کا سمجھتے ہیں)۔ وہ سوچ بچار میں ڈوبا رہتا ہے، اور دوسروں کے ذہنوں کے

اندھیرے گوشوں کی تلاشی لیتا ہے۔ بیشک مادی دنیا کو مضبوطی سے تھامے رہتا ہے، اور جیول بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ لیکن ڈارل، کوئنٹن کومپسن کی طرح، اپنی گرفت قائم نہیں رکھ سکتا اور پاگل ہو جاتا ہے۔

تو گویا بڑے بڑے موضوعات یہ ہیں —— ایڈی کا دوسروں میں شریک ہونے کا عقیدہ، خاندان میں رشتۂ محبت کی شکست سے ظہور میں آنے والے عواقب، اور عمل کی طرف سے منہ موڑ لینے اور خود کو لامتناہی غور و فکر کے لیے وقف کر دینے میں پنہاں خطرے۔! اور اگر آدمی اینس پر، یا بعض دوسرے کرداروں پر، توجہ مرکوز کرنا چاہے تو بلاشبہ اور بھی بہت سے موضوعات کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔ یہ پندرہ کردار اپنے ایک دوسرے سے، بالخصوص ایڈی سے، تعلقات کے مدِّنظر اور اس انداز کے اعتبار سے جس سے وہ متعدد موضوعات کو منوّر کرتے ہیں، دنیا کے اسرار اور ناقابلِ تسہیل پیچیدگی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔

"جائے پناہ"

"SANCTUARY" (سنہ ۱۹۳۱ء)

نامی ناول نے فاکنر کو مشہور کر دیا۔ ماڈرن لائبریری کے ایڈیشن کے پیش چہرے میں اس نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ اس نے اپنے آپ سے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جس کی کم از کم دس ہزار کاپیاں فروخت ہو جائیں۔ اسے ایک ہولناک کہانی سوجھ گئی جس میں ایک جنسی کجروی کا شکار غنڈا ایک

طالبہ (COED)[1] کی عصمت دری کرتا ہے۔ یہ ناول اس نے تین ہفتے میں لکھ کر ناشر کو بھیج دیا۔ اس کے ناشر، ہیری سن اسمتھ، نے فوراً جواب دیا "بخدا، میں اسے شائع نہیں کر سکتا۔ ہم دونوں کو جیل بھیج دیا جائے گا۔" یہ اس وقت کا ذکر ہے جب تک فاکنر نے "غلغلہ اور غضب" یا "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" نامی دونوں ناولوں میں سے کوئی نہ لکھا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ جب گیلی پروف آئے تو وہ یہ بات بھول چکا تھا۔ بظاہر ہیری سن اسمتھ نے اپنا ارادہ بدل لیا تھا۔ فاکنر نے ناول کی بڑے وسیع پیمانے پر تصیح کی گو اس میں اسے سینکڑوں ڈالر کا گھاٹا اٹھانا پڑا۔

"جائے پناہ" ایک "ہیجان پرور" یا اپنے طور پر اس قسم کا ناول ہے جسے ایک اور مصنف گریہم گرین نے "کھیل تماشا" کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ فاکنر کے ناول و افسانہ میں پائی جانے والی ارفع سنجیدگی کا نمونہ نہیں۔ کم از کم ایک موضوع کو ـــــ جدیدیت پسندی پر حملے کو ـــــ بہت بار اور بغیر کسی معقول جواز کے دہرایا گیا ہے اور دنیا کو "خلا میں سرد ہوتی ہوئی گیند" سے مثال ـــــــــ

---

[1] ایسے کالج یا اسکول کی طالبہ جہاں لڑکے لڑکیاں یکجا پڑھتی ہوں۔ مترجم۔

ولیم فاکنر

" FIN DE SIECLE " مصنفین کی رعایت سے دی گئی ہے اور خود شعورانہ طور پر " ادبی " ہے لیکن اس میں کلام نہیں کہ " جائے پناہ " ایک ماہر اور بے حد اختراع پسند ناول نویس کی تصنیف ہے۔

" جائے پناہ " میں جنسی خرابیوں کو دنیا کی سال خوردگی اور بوسیدگی کا، انگور اور ہنی سکل کا، اور بدلتے ہوئے موسموں کا ہم معنی قرار دیا گیا ہے، " نسوانی جسم اور نسوانی موسم کی سازشں " کا ذکر آتا ہے۔ جنس " ٹھنڈے دھوئیں کی طرح تلملاتی ہے "۔ ناول میں اول تا آخر تفصیلات اور کردار نگاری کا بیان فطرت اور پھولوں کی تمثیلوں کی صورت میں ہے۔ ایسی تفصیلات اور کردار نگاری بھی ہے جنہیں فلزاتی اور میکانکی تمثیلوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کا مقصد ایک ایسے معاشرے کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جس کے نزدیک جنس محض شہوت ہے اور انسانی تعلقات محض لااخلاق نسبت !

" جائے پناہ " ایک گوتھک (GOTHIC) کہانی کی طرح شروع ہوتی ہے، پھر گویا MONTAGE[1] کی صورت میں ایک دوسرے

---

[1] فلم سازی کی اصطلاح۔

وژن (VISION) کی طرف بڑھتی ہے، جو اخلاق سے بیگانہ جدیدیت پر، اور پک کر تیار بلکہ پکنے کے قریب دنیا پر مشتمل ہے۔ گوتھک آغاز میں دور افتادہ بوڑھے فرانسیسی کا ڈیرا شامل ہے۔ یہ ایک بوسیدہ دیہی حویلی ہے جس کے چاروں طرف نحوست بھرا جنگل ہے۔ آسمان تاریک ہے، غیر واضح طور پر نظر آنے والی جنبشیں ہیں اور عجیب عجیب آوازیں۔ ایک اندھا ہے جس کی "موتیا بند اتری آنکھیں بلغم کے دو تھکے" معلوم ہوتی ہیں۔" ٹمپل ڈریک کنواری، ہیروئن ہے، ناکارہ اور شرابی گوون اسٹیونز ہیرو ہے؛ یہ دونوں عام گوتھک ہیرو اور ہیروئن کی مضحک نقل ہیں۔ ٹمپل، لی گڈون کے پاس سے بھاگ کر، جو اسے ورغلا کر خراب کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے، فاتر العقل ٹامی کی مدد سے، مکئی کے ایک ایسے اجڑے کوٹھے میں چھپ جاتی ہے جہاں چوہے ہی چوہے ہیں۔ وہاں وہ پوپ آئی کو نظر آجاتی ہے، جو ٹامی کو گولی مار دیتا ہے اور بھٹے کی گُلی سے اس کی عصمت دری کرتا ہے۔ یہ منظر ان تمام جنسی جرائم سے بازی لے گیا ہے جو گوتھک ناولوں اور افسانوں میں پائے جاتے ہیں۔ پوپ آئی اسے میمفس کے چکلے میں بٹھا دیتا ہے۔ وہ ریڈ نامی ایک نوجوان کو ٹمپل کا آشنا بننے پر آمادہ کرتا ہے اور خود ان کی ہم بستری کے دوران میں موجود رہتا ہے۔ ٹمپل بالکل خراب ہو جاتی ہے، اور بعد میں جو واقعات پیش آتے ہیں ان میں بیشتر کا دار مدار

اس کی بد چلنی پر ہے۔

بعض دفعہ کہا گیا کہ پوپ آئی اخلاق سے بیگانہ جدیدیت کا نمائندہ ہے۔ وہ خود نامرد ہے، لیکن فطری شہوت (ریڈ) کی مدد سے جنوب کی نسوانیت (ٹمپل) کو خراب کرتا ہے، اور وہ اس کی حلیف بن جاتی ہے۔ پابندِ وضع روایت (ہوریس بین بو نامی وکیل کی صورت میں) گڈون کو بچانے کی کوشش کرتی ہے جس پر ٹامی کے قتل کا الزام ہے، لیکن اخلاق سے بیگانہ جدیدیت پسند (سیاست داں، اہل قصبہ اور ضلع کا سرکاری وکیل، یوسٹیس گریہم) خیال رکھتے ہیں کہ گڈون بچ کر نہ جانے پائے اور لوگوں کو بھڑکا کر اسے مروا دیتے ہیں۔ فاکنز نے خود کہا تھا کہ پوپ آئی "سراسر تمثیلہ" تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ کہانی کے اختتام سے ذرا پہلے فاکنز پوپ آئی کے بچپن کا ذکر چھیڑ کر اس کی نفسیاتی اور فطرت پسندانہ توجیہہ کی کوشش کرتا ہے، اور یوں اس تاثیر کو قدرے ضائع کر دیتا ہے جو اخلاق سے بیگانہ جدیدیت کی علامت کے طور پر پوپ آئی کے حصے میں آئی تھی۔

"جائے پناہ" کا زیادہ تر مزاح یعنی تین میڈموں والے منظر، مس ریبا کی آداب شناسی، چچا بڈ کا شراب پی کر مدہوش ہونا، ورجل اور فونز واسنوپس کے شرارت آمیز کارنامے ——— سب عوامی مزاح ہے۔ جیفرسن میں رہنے والوں کی جو ہجو ہے اس کا کچھ حصہ حقیقت پسندانہ

روایت سے تعلق رکھتا ہے۔ کچھ کردار ایسے ہیں۔ جنہیں اس کتاب میں "سارٹورس" سے منتقل کیا گیا ہے۔ یہ امر فاکنر کی اپنے مواد کو قابو میں رکھنے کی مہارت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ مزاج، ہجو اور پہلے سے متعین کردار نگاری (نارسسا کا کردار دونوں کتابوں میں مختلف ہے) کتاب کی کابوسی سیرت کو ضرر نہیں پہنچاتی بلکہ اس میں کچھ ضم ہی ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کی پیچیدگی شاید اس طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ اس کی معنویتوں کی تفتیش کرنے سے زیادہ فاکنر کو اپنی سنسنی خیز، وحشت ناک اور کبھی کبھار مذاحیہ کہانی بیان کرنے کی فکر تھی۔

"اگست میں روشنی" "LIGHT IN AUGUST" (۱۹۳۲ء)

نامی ناول راست بازی کے جذبے کے بارے میں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کتاب میں فاکنر ہاتھورن سے سب سے زیادہ قریب ہو۔ ایذا رسانی کے جذبے کا ایک ماخذ، جسے دونوں مصنفوں نے ترقی دی ہے، کٹر راست بازی، انسانی کمزوری کو معاف کر دینے سے انکار یا معذوری، نیک نیتی پر فرض کو مقدم سمجھنا ہے۔ پروٹسٹنٹزم، جیسا کہ اسے "اگست میں روشنی" میں پیش کیا گیا ہے، ہیبت ناک، شدید تقاضا کرنے والی "درشت اور کبھی مطمئن نہ ہونیوالی" چیز ہے۔ ناول کے آخر میں مشتعل ہجوم جو کرسمس کو مار ڈالتا ہے اور بوڑھا پادری۔ گیل ہائی ٹاور، کہتا ہے کہ اس قتل کے پس پشت بھی جذبہ کام کر

رہا ہے۔ معاشرے کے افراد کے بارے میں وہ کہتا ہے: "معلوم ہوتا ہے وہ لذت، اور وجد کو برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اس سے فرار ہو کر وہ تشدد میں، شراب نوشی اور لڑائی جھگڑے اور عبادت میں پناہ لیتے ہیں، عظیم الشان تباہی میں بھی، تشدد یکساں اور بظاہر ناگزیر۔ اور چنانچہ ان کا مذہب انہیں غیروں کو اور ایک دوسرے کو مصلوب کرنے پر کیوں نہ مجبور کرے؟ اور وہ یہ کام بڑی خوشی سے کریں گے، بڑی خوشی سے ... کیوں کہ اس پر ترس کھانا اپنے پر شک کرنے، اور خود ہی ترس کے امیدوار اور ضرورتمند ہونے کے مترادف ہوگا۔ وہ یہ کام بڑی خوشی سے کریں گے، بڑی خوشی سے۔! یہی بات تو اس قدر ہولناک ہے، ہولناک۔!"

فاکنر نے جیفرسن کی آبادی کو پریس بی ٹیرین[1] اور کالونسٹ[2] دکھانا پسند کیا۔ ریاستہائے متحدہ کی مردم شماری کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ بیپٹسٹ[3] مسی سپی میں بلاشبہ

---

[1] PRESBYTERIAN - اس کلیسائی نظام سے متعلق جس میں تمام پادری ہم رتبہ ہوتے ہیں۔

[2] CALVINIST کالون نامی مصلح دین کے پیرو جو مسئلہ جبر کے خاص طور سے قائل ہیں۔

[3] BAPTIST عیسائیوں کا ایک فرقہ جو شیر خوار بچوں کو بپتسما دینے کے خلاف ہے۔

سب سے بڑی پروٹسٹنٹ جماعت ہیں۔ ان کے بعد میتھوڈسٹ[1] آتے ہیں، اور پریس بی ٹیرین تو چھوٹی سی اقلیت ہیں۔ جن وجوہ کی بنا پر فاکنر نے ایسا کیا وہ غالباً ادبی یا ڈرامائی تھیں۔ اس طرح اسے جبر اور انسان کی ہولناک خلقی بدی کے عقائد کو ناول میں جگہ دینے کا موقع مل گیا۔ (وہ ایسے عقائد نیو انگلینڈ سے آنے والے کاوِن برڈن کے خاندان سے بھی منسوب کرتا ہے، حالانکہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ افرادِ خاندان یونی ٹیرین[2] تھے۔) ایک اور وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ اہلِ قصبہ کی اکثریت کے "اسکاچ آئرش" نژاد ہونے پر زور دینا چاہتا تھا۔

(" FAULKNER AT NAGANO " نامی کتاب میں جو انٹرویو ہیں ان میں سے ایک میں فاکنر یہ کہتا ہے کہ اس کے قصبے کے لوگ " اسکاچ نژاد " ہیں۔ اسے کہنا یہ چاہیئے تھا کہ ان میں سے اکثر " اسکاچ آئرش " نژاد بھی ہیں۔)

یو فنیس ہائنز، جو کرسمس کا پاگل دادا، ہر وقت مسئلہ جبر اور انسان کی خلقی بدی کے بارے میں باتیں کرتا رہتا ہے؛ جو کی محبوبہ، جوانا برڈن کو، جو احساسِ جرم کا شکار ہے، یقین ہے کہ خدا حبشیوں کی زبوں حالی کی اصلاح نہیں چاہتا۔

---

۱ METHODISTS عیسائیوں کا فرقہ جو مذہبی فرائض کی ادائیگی بڑی سختی سے کرتا ہے۔

۲ UNITARIAN عیسائی فرقہ جو تثلیث کے برخلاف توحید کا قائل ہے۔

اور جو کا سوتیلا باپ، سائمن میک ایکرن بڑا درشت مزاج پریس بی ٹیرین کلیسائی عہدہ دار ہے اور ایک مرتبہ "ایک قہر آلود اور انتقامی عرش معلےٰ کی نمائندگی کر چکا ہے"۔

لیکن "اگست میں روشنی" تمامتر پروٹسٹنٹ زیادتیوں پر حملہ نہیں ہے۔ پرسی گرم، جو کو ہلاک کرنے میں قصبے کا آلۂ کار ہے، مگر خدا کے نام پر قتل نہیں کرتا۔ وہ خود کو حب الوطنی کا کارندہ سمجھتا ہے —— اور فاکنر، گرم کے حوالے سے، جسے اس نے ایک دفعہ "نازی" کہا تھا۔ بظاہر یہ کہہ رہا ہے کہ حب الوطنی بھی اسی قسم کی راست بازی کو جنم دے سکتی ہے جو ایذا رسانی کی طرف لے جاتی ہے۔ لینا گروؤ اور بائرن بنچ اس امن پر ایمان رکھتے ہیں جو، بقول ہائی ٹاور، گناہ کرنے اور بخشے جانے سے وجود میں آتا ہے۔ یہ دونوں خاطی ہیں، اور دونوں فریب سے کام لینا جانتے ہیں۔ لیکن وہ رحمدل اور ہمدرد بھی ہیں، اور دوسروں کی ہمدردی قبول کرنے اور دوسروں سے ہمدردی کرنے کے اہل ہیں۔

"اگست میں روشنی" کو زیادہ خالص اور درست نفسیاتی نقطۂ نظر سے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ جو، یونیس ہائنز کی لڑکی کا حرامی بچہ ہے۔ جو کا باپ کبھی نظر نہیں آتا، لیکن وہ شاید (صرف شاید) حبشی ہی ہو گا۔ ہائنز اپنی لڑکی کے لیے ڈاکٹر کو طلب کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور وہ بچہ جنتے ہوئے

مر جاتی ہے۔ کرسمس کے روز (یہی جو کرسمس کی وجہ تسمیہ ہے) ہائنز بچے کو ایک یتیم خانے میں چھوڑ آتا ہے، جہاں اس کے ساتھ غیر ذاتی اور سرد مہری کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ، چرائی ہوئی ٹوتھ پیسٹ کھاتے ہوئے، وہ بغیر کچھ سمجھے بوجھے مہتمم خوراک اور ایک یتیم لڑکی کو صحبت کرتے دیکھ لیتا ہے۔ اسے توقع ہے کہ سزا ملے گی، لیکن مہتمم خوراک اسے کچھ دے دلا کر رازدار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا پاگل دادا، کسی قدر "THE SCARLET LETTER" کے چلنگ ورتھ کے انداز میں، قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ بعد ازاں، میک ایکرن، جس کے فارم پر وہ رہتا اور کام کرتا ہے، بڑی سختی سے اس کی تادیب کرتا ہے۔ ان کے تعلقات محبت کے عنصر سے خالی ہیں۔ مسز میک ایکرن اپنے شوہر کو جھانسہ دینے کے لیے جو سے سازش کرنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن لڑکا اس کی مدد، ہمدردی اور محبت قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح جو محبت کے سہارے چلنے والے قاعدوں اور اجازتوں کے نظام سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی بھر محبت کرنے یا دوسروں کی محبت قبول کرنے سے انکار کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ اسے سفید فام آدمی سمجھا جا سکتا تھا، جو خود کو حبشی قرار دینا پسند کرتا ہے، با وہ چاہتا ہے کہ اسے ٹھکرا دیا جائے۔ دوسری طرف عالم یہ ہے کہ وہ ایک گورے معاشرے میں حبشی کی حیثیت سے رہنے سے انکار کر دیتا ہے —— اور اسی بنا پر، جزوی طور پر، بالآخر جوانا سے

اس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، جس کے بعد وہ جوانا کو مار ڈالتا ہے اور خود مشتعل ہجوم کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔

ہائی ٹاور بھی ضرورت سے زیادہ محتاط تعلیم و تربیت کی پیداوار ہے۔ وہ جسمانی طور پر کمزور اس لیے تھا کہ اس کا باپ اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے سے انکاری تھا۔ نوجوان ہائی ٹاور، قوت واہمہ کی مدد سے، فرار ہو کر اس زندگی میں جا پہنچتا ہے جو اس کے دادا نے کنفیڈریٹ چھاپا مار کی حیثیت سے گزاری تھی۔ ہائی ٹاور دو وجوہ سے پادری کی زندگی اختیار کرتا ہے، دنیا سے پناہ لینے کی غرض سے اور اس کے ذریعے جیفرسن میں اپنے دادا کی روح سے جا ملنے کا وسیلہ سمجھ کر۔ وہ ایک لڑکی سے ملتا اور شادی کر لیتا ہے، جو مذہبی مدرسے کے اساتذہ میں سے ایک کی بیٹی ہے، اور مدرسے سے رہائی حاصل کرنے کے لیے جان پر کھیل جانے کو تیار ہے۔ ہائی ٹاور بطور شوہر اس کی توقعات پر پورا نہیں اترتا ——— اور کئی معاشقوں کے بعد وہ خودکشی کر لیتی ہے۔ ہائی ٹاور کے کلیسائی حلقے کے افراد اسے ٹھکرا دیتے ہیں اور یہ کوشش تک کرتے ہیں کہ اسے جیفرسن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے، لیکن وہ قصبے سے جانے کا نام نہیں لیتا۔ صرف بائرن بنچ اس کی طرف دوستی کا ہاتھ

ط CONFEDERATE

بڑھاتا ہے۔ بہت عمر گذر جانے کے بعد ہائی ٹاور اپنی ناکامیوں اور کلیسا کی ناکامی کی اصلیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ کرسمس کو بچانے کی بے سود کوشش کرتا ہے، اور لینا اور اس کے بچے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔

" اگست میں روشنی " کی مذہبی یا نفسیاتی نقطۂ نظر سے تفسیر کی جا سکتی ہے ــــــ دونوں تفسیریں ایک ہی نکتے پر منتہی ہوتی ہیں، اور وہ یہ ہے کہ انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور انسانی کمزوریوں کے بارے میں تحمل سے کام لینا چاہئے۔ اگر وہ اس میں ناکام رہے تو ان ایذارسانیوں، ضلالتوں اور تشدد کو دعوت دیں گے جن سے یہ ناول بھرا پڑا ہے۔

" اگست میں روشنی " کو بڑی مہارت سے تصنیف کیا گیا ہے۔ کہانی کی تین لڑکیاں ہیں اور ہر ایک اس انداز سے بیان ہوئی ہے کہ موضوع کو اجاگر کرتی ہے اور بڑے تنوع اور زندگی کی گوناگونی کا احساس دلاتی ہے۔ اگرچہ " اگست میں روشنی " بظاہر فاکنر کی بطنی زندگی سے ابھرا ہے اور انسانوں کی ایک متنفس، مرتعش، معذوب برادری کی حیثیت سے وجود رکھتا ہے، اس میں اس کے باقی ناولوں کی نسبت زیادہ تعقلی عمل دخل اور بازگشت ہے۔ شاید بطور ناول نویس یہ اس کا سب سے بلند پایہ کارنامہ ثابت ہو۔

ولیم فاکنر

پائلن[1] "PYLON" (۱۹۳۵ء) ناکام ناول ہے، کم از کم اس وقت ناکام نظر آتا ہے جب اسے اس سے فوراً پیشتر چھپی ہوئی کتابوں اور اس کے ایک سال بعد شائع ہونے والے ناول "ABSALOM ABSALOM!" کے بالمقابل رکھ کر دیکھا جائے۔ ناول کا پس منظر نیوآرلینز یا نیوآورلیئنز ہے، اور ایک نامہ نگار، اس کا مدیر، اور ہوابازی کے کرتب دکھانے والوں کا ایک "کنبہ" اس کے مرکزی کردار ہیں۔ فاکنر یوکنا پٹاؤفا کے بارے میں تو نہیں لکھ رہا، لیکن وہ نیوآورلیئنز سے بخوبی واقف تھا، اور اخباری دنیا اور ہوابازی کے کرتبوں سے بھی آشنا تھا۔ ناول کی ناکامی کا سبب موضوع سے محدود واقفیت نہیں ہے، فاکنر ناول کے تشکّل میں ناکام رہا ہے۔

بظاہر فاکنر کا ارادہ یہ تھا کہ اس نرالے "کنبے" کی تشریح کی جائے جو ــــ مشتمل تھا لے ورن نامی عورت پر اور اس کے دو آشناؤں پر جن میں ایک جیک ہومز ہے جو پیراشوٹ باندھ کر کودتا ہے، اور دوسرا روجر شومین ہے جو ہوائی جہاز اڑانے کا مقابلہ کرتا ہے۔ لے ورن

---

[1] پائلن:- کھمبا یا مینار جس پر ہوابازی کے مقابلے کے لیے معینہ راستوں کے نشانات لگے ہوئے ہوتے ہیں۔

کو پتا نہیں کہ ہومز اور شومین دونوں میں سے کون اس کے چھ سال کے بیٹے کا باپ ہے۔ ان لوگوں کے نیوواولوئے میں قیام کے دوران نامہ نگار "کنبے" میں جا پھنستا ہے۔ ناول کے شروع میں وہ اپنے مدیر، ہے گڈ، سے کہتا ہے: "کیونکہ وہ ہماری طرح کے انسان نہیں ہیں؛ اگر ان میں انسانوں جیسا خون اور ہوش و حواس ہوتے تو وہ اس طرح پائلنوں کے گرد چکر نہ کاٹ سکتے، اور اگر ان کے پاس صرف انسانوں کی سی عقل ہوتی تو نہ انہیں ایسا کرنے کی خواہش ہوتی اور نہ حوصلہ پڑتا۔ انہیں آگ میں جھونک دو، جیسا آج رات ہوا ہے، اور وہ جلتے ہوئے چیخیں تک نہیں مارتے؛ جہاز گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے اور جب آدمی کو اس میں سے کھینچ کر باہر نکالو تو اس میں سے خون تک نہیں نکلتا —— بلکہ تیل نکلتا ہے بالکل ویسا ہی اسطوانے اُس تیل جیسا جو دھری پھیر کے خانے میں ہوتا ہے۔!" یہ لوگ، جس طرح فاکنر نے انہیں سمجھا، مشینوں اور رفتار کی اس وقت نئی لگنے والی دنیا سے متعلق تھے۔ اور ان تمام چیزوں سے بالکل مختلف جن سے انسان قبل ازیں واقف تھا۔ لیکن جب فاکنر ان کی تشریح کرنا اور یہ دکھانا چاہتا ہے کہ وہ کیسے اور کیوں انسانوں کی ایک مختلف نسل ہیں، تو اس کا تخیل جواب دے دیتا ہے۔

ناول میں اندرونی خود کلامی نام کو نہیں، اور یہ ہرگز پتا نہیں چلتا کہ جب رودجر شومین ہوائی جہاز کی دوڑ میں حصہ لیتا اور بالآخر ہوائی جہاز گرنے سے

مر جاتا ہے تو اس کے ذہن پر کیا گزرتی ہے یا جیک یا لے درن دوڑ کے دوران میں یا ہوائی چھتری کی مدد سے کودتے وقت کیا محسوس کرتے ہیں۔ فاکنر نے اس امر کی توجیہہ کرنے کی بھی کوشش نہیں کی کہ ان کی شدید جنسیت سے رفتار اور ہوائی جہاز سے کودنے کا کیا تعلق ہے، حالانکہ اس تعلق کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں۔ لے ورن، جیک، روجر اور جگ نامی میکانک کے طرز عمل کی جو تشریحات کی گئی ہیں وہ عمرانی، یعنی ان کے بچپن کے حالات پر مبنی ہیں۔ ان میں سے کوئی بات ان کے مختلف نسل ہونے پر روشنی نہیں ڈالتی۔

"FAULKNER AT NAGANO" میں فاکنر کہتا ہے "میری خوش قسمتی ہے کہ میرے کردار اپنا نام خود ہی رکھ لیتے ہیں۔ مجھے کبھی ان کے نام تلاش نہیں کرنے پڑتے۔ یکایک وہ مجھے بتا دیتے ہیں کہ وہ کون ہیں۔ اکثر اوقات کردار اسی دوران میں اپنا نام بتا دیتا ہے میں جب اسے شکل دے رہا ہوں، لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ میں اسے شکل دے چکوں اور وہ عرصۂ دراز تک اپنا نام ہی ظاہر نہ کرے۔ جب وہ اپنا نام آپ نہیں بتاتا تو میں بھی اس کا نام نہیں رکھتا۔ میں نے ایسے کرداروں کے بارے میں لکھا ہے۔ جن کے نام مجھے کبھی معلوم نہ ہو سکے۔ کیونکہ انہوں نے نام بتائے ہی نہیں۔ مثال کے طور پر "پائلن" میں ایک آدمی تھا، کتاب کا مرکزی کردار تھا وہ، جس نے مجھے

بتایا ہی نہیں کہ وہ کون تھا۔" اس رائے سے بہت کچھ ظاہر ہوتا ہے ——— اور اگر، مثلاً، "اگست میں روشنی" کے کرداروں کے نام مدنظر رکھے جائیں تو پتا چلتا ہے کہ فاکنر کے ناول اور افسانے میں کردار کا نام بالعموم کردار نگاری کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ نامہ نگار نے اپنا نام ظاہر نہ کیا تھا کیونکہ وہ پوری طرح وجود نہیں رکھتا۔ اسے ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے ڈرامائی صفات کے حامل کرداروں سے مستعار لیا گیا ہے۔ ایک باب میں اس کے واویلے کو "جے۔ الفریڈ پرفروک کا عشقیہ گیت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا مدیر، ہے گڈ، اس تصویر پر مبنی ہے جو ہالی وڈ میں اخباروں کے مدیروں کے بارے میں رائج ہے، یعنی غل مچانے والا، سخت کوش، لیکن دل کا نیک آدمی۔!

کتاب کے تمام پس منظر، نیواورلینز، وہاں کی آبادی، اخبار کا دفتر، ہوائی اڈہ وغیرہ، کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جیسے وہ بنجر زمین (WASTE LAND) ہو۔ ایک جملہ پیش کیا جاتا ہے جسے خاصا نمائندہ سمجھا جا سکتا ہے: "وہ اب اسے دیکھنے لگی: وہ پھیکی پھیکی ٹکٹکی، تجسس سے خالی، مکمل طور پر متین، مکمل طور پر معری، جونہی وہ اٹھا، چلنے لگا، خشک ڈھیلا ڈھالا بے وزن اور ناگہانی اور چھپٹی سے بھی لمبا، وہ واہیات سوٹ اس بے ہوا ایئر کنڈیشنڈ فضا تک میں

ے ٹی ایس۔ ایلیٹ کی ایک مشہور نظم۔ مترجم

پھول کر غبارہ بنتا ہوا، جوں جوں وہ مٹھائی والے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔ لابی میں قدموں کی رگڑ اور سرسراہٹ سے اونچی، اور ریستوران میں برتنوں کی کھٹ پٹ اور کھڑکھڑ سے اونچی، وہ پھیلتی ہوئی آواز بدستور، گمبھیر اور بے تکان، بول رہی تھی، جیسے وہ خود فولاد اور کرومیم کے مقبرے کی آواز ہو، ایسی مخلوق کا ذکر کرتی ہوئی جو حرکت سے سرشار تھی گو جان سے سرشار نہ تھی ......!'

ایسا لگتا ہے جیسے فاکنر نے، ایلیٹ کے یہاں سے، بنجر زمین کا پس منظر اخذ کر کے اپنے عجیب و غریب "کنبے" کو اس کے آگے لا کھڑا کیا ہے۔ پس منظر خاصی مہارت سے کھینچا گیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہوا بازوں کی تشریح کرنے میں اس سے کوئی مدد نہیں ملتی۔ جیسا کہ فاکنر کے ناولوں اور افسانوں کا خاصہ ہے، "پائلن" میں بھی عمدہ عمدہ مناظر اور چونکا دینے والے کردار (مثال کے طور پر جگ) موجود ہیں۔ لیکن "پائلن" کی ناکامی اس کی داخلی زندگی کی ناکامی ہے۔ فاکنر کے پاس ناول کا بنیادی خیال، یا بیج، موجود تھا لیکن اسے پروان چڑھنا یا پختگی کو پہنچنا نصیب نہ ہوا۔ نامہ نگار کی کردار نگاری تذبذب کا شکار ہے کیونکہ فاکنر اسے سمجھ نہیں پاتا، ہوا بازوں کو صرف باہر سے دیکھا گیا ہے، اور بالآخر قاری کو یہ شبہ ہوتا ہے یا یقین آجاتا ہے کہ "پائلن" کا بنیادی خیال اچھا نہیں تھا، یا اگر اچھا تھا تو فاکنر یہ سمجھ نہ سکا کہ اس کی توسیع

یا رونمائی کی کیا صورت ہوگی - یہ امر بھی دلچسپ ہے کہ فاکنز کے ناولوں میں صرف "پائلن" ہی ایسا ہے جس میں ناول و افسانہ نویسی کی تکنیک کو ترقی دینے کے لیے نہ کوئی قدم آگے بڑھایا گیا، اور نہ اس سلسلے میں کوئی دلچسپی لی گئی -

اَیب سَلَم، اَیب سَلَم "ABSALOM, ABSALOM!" (۱۹۳۶ء)

یوکنا پٹاوفا سے متعلق کہانیوں ایک محوری کہانی ہے، اور اسی کے لیے فاکنز نے اپنا وہ نقشہ بنایا تھا جو اب مشہور ہو چکا ہے اور جس پر مندرجہ ذیل کتابہ رقم تھا: "جیفرسن ضلع، مسی سپی، رقبہ ۲۴۰۰ مربع میل ——— آبادی گورے ——— ۶۲۹۸ ؛ حبشی ۹۳۱۳، ولیم فاکنز، واحد مالک اور آقا۔" کوئنٹن کومپسن سے، جو ہارورڈ جانے ہی والا ہے، مس روزا کول فیلڈ اپنے بہنوئی، ٹامس سٹ پین کی کہانی سنانے کو کہتی ہے، جو اسے ایک "عفریت" معلوم ہوتا ہے، ایک ایسا آدمی جس پر ایک شاندار کارخانۂ کاشت بنانے اور اپنی نسل چلانے کی اتنی ہوس سوار ہے کہ وہ ہر اس آدمی کو تباہ و برباد کر دیتا ہے جو اس سے قریب ہے - ہارورڈ میں شریوُ میک کینن ——— کوئنٹن سے کہتا

ل ایب اسلم :- یہ حضرت داؤد کے تیسرے بیٹے کا نام تھا ——— اور یہ ایک عام یہودی نام بھی ہے جس کے معنی ہیں چہیتا، مگر سرکش بیٹا -

ہے کہ اسے جنوب کے بارے میں کچھ بتایا جائے: "مجھے جنوب کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کیسی جگہ ہے۔ لوگ وہاں کیا کرتے ہیں۔ وہاں کیوں رہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔" جواب میں کوئنٹن، کچھ اپنے والد کے خطوط کی مدد سے، اور کچھ شریوِ کے زیرک قیاسات اور استخراجات پر مشتمل جملہ ہائے معترضہ کے ساتھ، ٹامس سٹ پین اور سٹ پین کے خاندان کی کہانی سناتا ہے۔ اور آخر میں شریو کہتا ہے "اب میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایک بات اور بتا دو۔ تم جنوب سے نفرت کیوں کرتے ہو؟" "میں تو نفرت نہیں کرتا"، کوئنٹن نے جلدی سے، "ایک دم" فوراً" کہا: "میں تو نفرت نہیں کرتا"، اس نے کہا۔ میں تو نفرت نہیں کرتا' اس نے، سرد ہوا میں، نیوانگلینڈ کے آہنی اندھیرے میں، ہانپتے ہوئے، سوچا؛ میں تو نہیں کرتا۔ میں تو نہیں کرتا! میں تو نفرت نہیں کرتا! میں تو نفرت نہیں کرتا۔' سٹ پین کی کہانی، جس کا بیان چھوٹے واقعات، قیاسات اور استخراجات کا ایک سلسلہ ہے، کوئنٹن کے نزدیک جنوب کی نمائندہ ہے۔ سٹ پین کے عروج و زوال اور بعد میں خاندان کی تباہی سے متعلق کوئنٹن کی تحقیقات خود اس کے اپنے ورثے کی تحقیقات بھی ہے۔

ٹامس سٹ پین کی حُبِّ جاہ پہلی دفعہ اس وقت مشتعل ہوئی تھی جب اسے، بہت غریب خاندان کا بچہ ہونے کی وجہ سے، ایک زمیندار کے گھر

کے صدر دروازے پر، ایک وردی پوش حبشی ملازم نے ۰ اندر جانے سے روک دیا تھا۔ تیرہ چودہ برس کی عمر میں وہ بھاگ کر غرب الہند چلا گیا، جہاں بعد میں اس نے یولیلیا بون سے شادی کر لی، اور اس کے یہاں ایک لڑکا، چارلس، پیدا ہوا۔ جب اسے پتا چلا کہ اس کی بیوی کی رگوں میں تھوڑا سا حبشی خون تھا تو وہ اسے اور بچے کو چھوڑ کر چلا گیا۔ مسی سپی میں اس نے انڈینوں سے زمین خریدی، اراضی پر "SUTPEN S HUNDRED" نامی حویلی تعمیر کی، ایلن کولڈ فیلڈ سے بیاہ کیا، جو ایک غریب مگر بحید باعزت دکاندار کی لڑکی تھی، اور اس کے دو بچوں، ہنری اور جوڈتھ، کی ماں بنی۔ یونیورسٹی میں ہنری کی ملاقات چارلس بون سے ہوئی، جو وہاں اپنی ماں کے اکسانے پر آیا تھا۔ ٹامس سٹ پین کو جلد ہی چارلس کی اصلیت کا پتہ چل گیا۔ سٹ پین کی بیوی ایلن، جسے پتا نہ تھا کہ چارلس کون ہے، چاہتی تھی کہ جوڈتھ اس سے شادی کرے۔ ٹامس سٹ پین نے اس رشتے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، اور ہنری باپ سے جھگڑ کر چارلس کے ساتھ نیو اورلینز چلا گیا۔ جلد ہی ان سب کو خانہ جنگی نے آگھیرا، لیکن ٹامس سٹ پین چارلس کو شفقت یا شناسائی کے کسی آثار سے نوازنے سے بدستور منکر رہا۔ ہنری کو پتہ چل گیا کہ چارلس اس کا بھائی تھا، لیکن، اس کے باوجود، وہ چارلس کے ساتھ جوڈتھ کی شادی سے چشم پوشی کرنے پر آمادہ تھا، کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ ضلالت آمیز رشتہ خاندان

کی اور جنوب کی شکست کا بہت موزوں امتیازی نشان ثابت ہوگا۔ اس شادی کی اجازت دینے سے انکار اس نے صرف اس وقت کیا جب اسے پتہ چلا کہ چارلس کی رگوں میں حبشی خون ہے۔ چارلس نے اصرار کیا اور ہنری نے اسے مار ڈالا۔ خود سٹ پین کو آخر میں ملی جونز کے باپ واش جونز نے مار ڈالا۔ ملی جونز کو سٹ پین کا حمل رہ گیا تھا۔ سٹ پین نے ملی جونز کو ٹھکرا دیا تھا کیونکہ اس کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ سٹ پین میں جو نقص ہے ——— وہ ہمیشہ یہی پوچھتا رہتا ہے کہ اس کی "بناوٹ" میں کیا غلطی ہوگئی تھی ——— وہ صرف اسی سے مخصوص نہیں، وہی نقص ہنری میں بھی ہے، اور جنوب میں بھی ——— یعنی حبشی کو برابر کا انسان سمجھ کر قبول کرنے سے قاصر ہونا۔ یہی وہ مسئلہ تھا جس کی خاطر جنگ ہوئی اور اسی کی بدولت سٹ پین کا خاندان تباہ و برباد ہوا۔ مثال کے طور پر چارلس بون کا بیٹا، چارلس اے ٹئن سینٹ والیری بون، جس طرح گوروں کی دنیا کو پھٹکارتا ہے وہ جو کرسمس کے انداز سے بہت مشابہ ہے۔ ٹامس سٹ پین جس طرح اپنی خاندان کی بنا ڈالنے کی ہوس کا پیچھا کرتا ہے۔ اس میں ایک ڈراؤنی معصومیت یا سپاٹ راستی پائی جاتی ہے۔ اس انداز نظر سے جو اس کا علاقہ حبشیوں کے متعلق رکھتا تھا اس کی وابستگی بھی اسی معصومیت کا حصہ ہے۔

مذکورہ بالا ایک ایسی کہانی کا سرسری سا ذکر ہے جو اساطیری رنگ و آہنگ سے گراں بار ہے اور بڑی حد تک معذوب اور طرفہ نثر میں بیان ہوئی ہے۔ کبھی کبھار کوئی کردار اپنی آواز میں بات کر لیتا ہے ورنہ کہانی کا بیان بالعموم فاکنر کی خطیبانہ "آواز" میں ہے۔ نثر کے اس ٹکڑے میں کوئنٹن بتاتا ہے کہ ہنری اور چارلس گھوڑوں پر سوار پرانے گھر کی طرف جا رہے ہیں:

(کوئنٹن کو ایسا لگا جیسے وہ سچ مچ انہیں، گیٹ پر آمنے سامنے کھڑے، دیکھ سکتا ہو۔ گیٹ کے اندر جو کبھی پارک تھا اب خوابناک، بعید اور ششدر انداز میں ——— جیسے کسی آدمی کا چہرہ ڈاڑھی بڑھی ہوئی جو ایتھر اُڑ جانے کے بعد ابھی ابھی ہوش میں آیا ہو، ژولیدہ ہیئت، جبری ویرانی کے عالم میں بھاری بھرکم مکان تک پھیلا چلا گیا تھا جہاں ایک نوجوان لڑکی چرائی ہوئی دھجیوں سے تیار کردہ لباسِ عروسی میں منتظر کھڑی تھی، مکان بھی پترا پترا ہو کر جھڑتی ویرانی کے اس انداز میں شریک ہوتا ہوا، کسی دھاوے کا مارا ہوا نہیں بلکہ ایک گھونگا ابتلائے عظیم کے استادہ پانی میں قید تنہائی سہتا ہوا اور فرو گذاشتہ ——— ہڈیوں کا ڈھانچہ، دریدہ اور اذیت میں مبتلا مردوں کو مرنے میں مدد دینے کی غرض سے، جنہیں، مرتے مرتے بھی، یہ پتا تھا کہ اب کئی جینے سے قربانی اور اذیت لاحاصل تھی، فرنیچر اور قالینوں، پارچہ جات اور نقرئی ساز و سامان کی سست رو ٹپکا ٹپکی میں اپنا آپا تجتا ہوا۔

ولیم فاکنر

وہ دو قاق گھوڑوں پر سوار آمنے سامنے تھے، دو مرد، جوان، جنہوں نے ابھی دنیا نہ دیکھی تھی، جو ابھی دنیا کی ہوا زیادہ دیر تک لگنے سے آلودہ نہ ہوئے تھے، کہ بوڑھے ہو جاتے۔ لیکن ان کی آنکھیں بوڑھی تھیں، بال پریشان اور چہرے قاق اور موسم زدہ جیسے انہیں کسی اکھڑ بلکہ بخیل ہاتھ نے کانسی میں ڈھال کر بنایا ہو، بوسیدہ اور پیوند لگی خاکستری وردیاں زیب تن جو موسموں کی مار سے اب مردہ پتیوں کے رنگ کی ہو چکی تھیں، ایک تو افسر کی ریشمی گوٹ لگائے، دوسرے کے کف سادے، پستول ابھی زین کے اگلے حصے کے آرپار لٹکا ہوا بے نشانہ، دونوں چہرے پرُ سکون، آوازیں بلند تک نہیں: خبردار جو اس کھمبے، اس شاخ کے سائے سے آگے بڑھے، چارلس! اور میں اس سے آگے بڑھوں گا، ہنری!) ــــــ اور پھر واش جونز اس بے زین خچر پر بیٹھا مس روزا کے گیٹ کے آگے، سڑک کے دھوپیلے اور پرامن سکوت چیخ چیخ کر روزا کا نام لیتا ہوا، کہتا ہوا، کیا تم ہی روزی کولڈ فیلڈ ہو؟ تو پھر اچھا یہی ہے کہ باہر آکر ذرا اُدھر چلو۔ ہنری نے اس لعنتی فرانسیسی بندے کو گولی مار ڈالی ہے گی۔ مار کے جھٹکا کر دیا اُسس کا تو!"

اکثر و بیشتر جملے، جو بعض وقعہ ایک ایک صفحے کے ہیں، تاثرات ہیں جنہیں بظاہر جستہ جستہ ــــــ قوسین یا وقفہ نما لکیروں کے اندر یا فقرے کے نحوی حصوں اور بحروں کے سلسلے میں ــــــ مجتمع کر دیا گیا ہے ــــــ

یہاں تک کہ پورا منظر ڈرامائی انداز میں بیان ہوجاتا ہے۔ جن اجزائے ترکیبی کا جملے میں ذکر آتا ہے وہ گویا ایک وحدتِ مسلسل ہیں، اور جاندار تناسبات میں واقع ہیں۔ ناول کی جملہ کارروائی میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ، زمان میں آگے اور پیچھے آتی جاتی ہوئی اور معانی میں مسلسل اضافہ کرتی ہوئی، ہمیشہ متحرک معلوم ہوتی ہے۔ کوئی بات جو پہلے باب میں کہی گئی ہو کئی ابواب کے بعد کسی برمحل تفصیل کے اضافے سے زیادہ پوری طرح سمجھ میں آجاتی ہے، لیکن مکمل طور پر کسی اور اگلے باب تک پہنچنے سے پہلے سمجھ میں نہیں آتی۔ "ایب سَلَم، ایب سَلَم" ایک قسم کا ورطہ یا چکر ہے، جس میں کردار اور واقعات ہمیشہ گھومتے ہی رہتے ہیں، لیکن بالآخر قاری یہ دیکھنے کے قابل ہوجاتا ہے کہ مخروطہ کی تہ میں ایک ساکت نقطہ موجود ہے، اور یہی وہ نقطہ ہے جس کی نسبت سے کرداروں اور واقعات میں معنی پیدا ہوتے ہیں۔

غیر مغلوب "THE UNVANQUISHED" (۱۹۳۸ء) پانچ خاصے طویل افسانوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس میں بایارڈ سارٹورس کے خانہ جنگی کے تجربات کو دخل نہ ہو۔ اسے اور رِنگو کو، جو اس کا حبشی ساتھی ہے، ٹام سائر جیسی ___ کئی دلچسپ مہمات سے واسطہ پڑتا ہے۔ ابتدائی افسانوں میں انہیں لڑاکا دکھایا ہے، آخری افسانے میں بایارڈ یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جنگ ختم ہوچکی ہے۔ بعض نقاد، جیسے

جارج میرین اوڈونل، جو فاکنر کو پرانے جنوب کے " اشراف " کا متعذر (APOLOGIST) قرار دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ناول سارٹورسوں کی، جو " روائتی انداز " کی پیروی کرتے ہیں، اور اسنوپسوں کی، جو کسی اخلاقی ضابطے پر عمل نہیں کرتے اور گھٹیا درجے کی عیاریوں سے کام لیتے ہیں، باہمی آویزش کے متعلق ہے۔ " غیر مغلوب " کی یہ تفسیر یقیناً غلط ہے۔ انہیں سے بعض افسانے " چکنے[1] " رسالوں میں شائع ہوئے تھے اور ان میں داخلی زندگی کا ذکر کم سے کم ہے۔ کہیں پر تو لڑکے پہلے یانکیوں[2] کے ایک دستے پر گولیاں چلاتے، اور پھر بڑی پھرتی سے بھاگ کر گھر میں بایارڈ کی دادی روزا ملارڈ کے چوڑے اسکرٹ کے نیچے چھپے ہوئے نظر آتے ہیں اور یانکی انہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں، یا کہیں یہ دکھایا گیا ہے کہ جون سارٹورس کسی، یانکی انہیں گشتی دستے کو چکمہ دے رہا ہے۔ ایک افسانے "SKIRMISH AT SARTORIS" میں چچی لوئیسا بضد ہے کہ ڈروسیلا کو جون سارٹورس سے شادی کر لینی چاہیئے کیونکہ ڈروسیلا مردانہ

---

[1] مقبول عام غیر یا نیم ادبی رسالے جو بالعموم چکنے کاغذ پر چھپتے ہیں، لہٰذا " چکنے " کہلاتے ہیں۔ مترجم۔

[2] ریاستہائے متحدہ کے شمالی حصے کے لوگوں کا عرف عام، جو انسدادِ غلامی کے حق میں تھے۔ مترجم

بھیس میں، گھوڑے پر سوار ہو جون کے چھاپہ ماروں کے ساتھ جا چکی ہے۔ شادی کی رسم کا سلسلہ اتنی دیر کے لیے منقطع کر دیا جاتا ہے کہ جون سارٹورس کو گھوڑے پر چڑھ کر قصبے تک جانے اور دو آدمیوں کو گولی مار دینے، اور یوں حبشیوں کو حقوق شہریت سے محروم کرنے، کا موقع مل جائے۔ اس کے بعد رسم ادا ہوتی ہے۔ جون سارٹورس کی حرکت کے معنی کا کھوج لگانے کی تقریباً کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ "ODOR OF VERBENA" واحد افسانہ ہے جس کے موضوع میں زور ہے۔ اس میں بایارڈ، جواب بڑا ہو گیا ہے، ریڈلا سے، جس نے جون سارٹورس کو گولی ماری ہے، ڈوئیل لڑنے سے انکار کر دیتا ہے۔ بایارڈ کو اب یہ نظر آنے لگا ہے کہ زندگی بسر کرنے کی پرانی روش سے جان سارٹورس کی وفاداری صرف فضول اولوالعزمی ہی کی نہیں، خواہ مخواہ کے قتل و خون کی طالب بھی ہے۔ ڈروسیلا اسے "مریضکی" نظر آتی ہے، قتل و خون کی طرف سے بالکل بے پروا بشرطیکہ خون "عزت" کے نام پر کیا گیا ہو۔ اور اسے نظر آ رہا ہے کہ جارج ویاٹ اور دوسرے شریف زادے جو چاہتے ہیں کہ ریڈلا کو مار ڈالا جائے ایک جھوٹ موٹ کے کھیل میں اپنا اپنا پارٹ ادا کر رہے ہیں۔

جس حد تک کہ "غیر مغلوب" "جنوبی ضابطے" کے بارے میں ہے، وہ اس ضابطے پر نکتہ چینی ہے۔ لیکن اس کتاب کے واقعات، دونوں لڑکوں

کی مہم جوئیاں اور جون سارٹوریس کے شاندار معرکے، بڑی حد تک رومانی حکایات ہیں۔ ان افسانوں میں بہت سے یوکناپٹاوفوی کرداروں کو داخل کیا گیا ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی نہایت شدت سے یا بہت معنی خیز انداز میں زندگی گزارتا نظر نہیں آتا۔

تنقیدی اصطلاحات کی عمر طبیعی مدنظر رکھی جائے تو پچھلے دس یا دس سے زیادہ برسوں میں "کشیدگی" کی اصطلاح کا بازار خاصا گرم رہا ہے۔ ناول یا ڈرامے یا نظم میں کشیدگی اس بات کا کنایہ ہے کہ کوئی تصور یا نقطۂ نظر اپنے نقیض سے دوچار یا دست و گریباں ہے۔ یہاں کسی آسان، بلا مقابلہ زعم کی، یا کسی نالے کی رو بہہ نکلنے کی گنجائش نہیں۔ جنگلی تاڑ "THE WILD PALMS" (۱۹۳۹ء) کے زور کی توجیہہ کرنے کی کوشش میں یہ اصطلاح مفید ہے۔

اس کتاب میں دو قصے ہیں، ایک تو بڈھا آدمی (OLD MAN)، ایک سزا یافتہ مجرم کے بارے میں ہے جو مسی سپی کے سیلاب کے دوران میں ایک عورت کی جان بچاتا ہے، اور دوسرا "جنگلی تاڑ" ایک جوڑے کے بارے میں جس نے خود کو محبت کے لیے وقف کر دیا ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کے دخل در معقولات کا روادار نہیں۔ دونوں قصوں کے پلاٹوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں، حالانکہ فاکنر نے ایسی ترتیب رکھی ہے کہ

ان کے ابواب باری باری سے آتے ہیں۔ اس سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے، تو کہنے لگا کہ دونوں قصے اتنے چھوٹے چھوٹے تھے کہ کتابی صورت میں شائع نہ ہو سکتے تھے —— لہٰذا اس نے، دونوں قصوں کے باب باری باری لگا کر، انہیں نتھی کر دیا! لیکن فاکنر نے یہ بھی کہا کہ یہ قصے "محبت کی دو قسموں" کے متعلق تھے۔ اسی بات میں یعنی پریمیوں کی زندگیوں اور مجرم کی زندگی میں پائی جانے والی مماثلتوں اور تضادوں میں، ان قصوں کا ربط باہمی ملتا ہے۔ فاکنر نے یہی کہہ دیا ہوتا کہ دونوں قصے خود کو وقف کر دینے کی دو قسموں کے بارے میں ہیں، اور اگر انہیں ساتھ رکھ کر دیکھا جائے تو پھر یہ آزادی کی ماہیت کے متعلق ہیں۔!

نوجوان جوڑے کا ایمان ہے کہ رومانی محبت ممکن الحصول اچھائی کی انتہا ہے، اور وہ تکلیف اٹھانے کے لیے تیار ہیں، اور تکلیف اٹھاتے بھی ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو تمام و کمال اس کے لیے وقف کر دیا ہے۔ عورت، متوسط طبقے کو حاصل عزت آبرو اور آسائشوں سے الگ ہو کر زندگی گزارنے کی خاطر، ایک گھر بار کی گرمائی اور امن و اماں اور اپنا شوہر اور بچے چھوڑ دیتی ہے۔ مرد اپنا پیشہ، ڈاکٹری چھوڑ دیتا ہے۔ آخر میں وہ، اسقاط حمل کے بعد، مر جاتی ہے۔ اور مرد کو حمل گرانے کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ عورت نے حمل گروانے پر اصرار کیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بچے کو ان تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے جن

میں ان کی زندگی بسر ہو رہی تھی ۔ کہانی میں شروع سے آخر تک سماج ڈراتا دھمکاتا ہوا ، انہیں اپنے آپ کو مطلقاً وقف کر دینے سے باز رکھتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔ فطرت بھی انہیں ڈراتی دھمکاتی ہے ۔ (خلیج میکسیکو کے ساحل پر تاڑ کے درختوں کا تھپیڑے کھانا ایک اجنبی فطرت کی علامت بن جاتا ہے ۔) انہیں ایسے عشاق دکھایا گیا ہے جو ، عہد متاخر کے کسی رومیو اور جولیٹ کی طرح ، عشاق کی ستاروں بھری جنت کی طرف جا رہے ہوں ، جنت جو ، آخر میں صرف مرد کی یادوں میں باقی رہ جاتی ہے ۔ جبکہ وہ خود کو فنا کر لینے کے ایک موقع سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیتا ہے ۔

ہمارے معاشرے میں رومانی محبت کو اکثر ایسی مطلق اچھائی سمجھا اور خیال کیا جاتا ہے ، جسے ہر چیز پر فوقیت حاصل ہے " جنگلی کھجوریں " میں ہم ایک نوجوان جوڑے سے دو چار ہوتے ہیں جو نہ صرف اس بات پر ایمان رکھتا ہے بلکہ اپنے ایمان پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے ۔ اس عقیدے پر کوئی کھلم کھلا تنقید نہیں کی گئی ہے ۔ جتنی بھی نظریہ سازی ہے وہ وقفِ محبت عشاق کے نقطہ نظر کے مطابق ہے ۔

" بڈھا آدمی " میں ایک تضاد اور اشاروں اشاروں میں تنقید ملتی ہے ۔ مجرم کو ایک ڈونگی اور یہ حکم ملتا ہے کہ ایک عورت کو جو دریا کی ایک دلدلی شاخ میں سرو کے درخت پر بیٹھی ہے اور ایک مرد کو جو کپاس کے گودام کی چھت

پر ہے، ڈھونڈ کر لایا جائے۔ وہ عورت کو، جسے آٹھ مہینے کا حمل ہے، ڈھونڈ لیتا ہے اور ساتھ لے کر پلٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن دریا کے دھارے انہیں دیوانہ وار آگے پیچھے لاتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ان کا سفر بالآخر بیٹن روژ سے ذرا آگے دریا کی ایک اور دلدلی شاخ میں ختم ہوتا ہے۔ ایک کشتی بان جس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ فرار ہونا کیوں نہیں چاہتا، اور وہ سپاہی جن کے حوالے اس نے خود کو کرنا چاہا، اس پر گولی چلا دیتے ہیں۔ بچہ پیدا ہونے سے پہلے وہ عورت کو انڈینوں کے ایک گورستان میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ گورستان ٹیلے کی شکل کا ہے اور سانپوں سے پٹا پڑا ہے۔ اس نے جلد ہی مگرمچھوں کو قابو میں لانا اور مارنا سیکھ لیا تاکہ اپنے اور عورت کے لیے پیسے کما سکے۔ آخر کار وہ اسے اسی مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں سے اس (مجرم) نے سفر کا آغاز کیا تھا۔ واپسی کی اطلاع دیتے ہوئے وہ کہتا ہے: "وہ رہی تمہاری کشتی، اور یہ رہی عورت، لیکن کپاس کے گودام پر چڑھے ہوئے اس حرامی کو تو میں بالکل نہیں ڈھونڈ سکا۔ سیاسی وجوہ کی بنا پر، حکام اسے مزید دس برس کی سزا دے دیتے ہیں۔ مجرم کچھ نہیں مانگتا "بس جیے جانے اور جیے جانے، ہوا خریدنے، دھوپ محسوس کرنے، اور مٹی پر پاؤں رکھنے، ایک خچر اور ہل کے پیچھے پیچھے چلنے کی اجازت کے علاوہ—!

مجرم اپنی قسمت کے بارے میں کوئی نظریہ سازی نہیں کرتا اور اگر کرتا

ہے تو برائے نام۔ وہ باہمت ہے اور خود کو کام کے لیے وقف کر چکا ہے کیونکہ وہ ایسا کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہے۔ اس نے قسمت کے لکھے کو قبول کر لیا ہے اور اسی میں خوش ہے۔ وہ حقیقی معنی میں آزاد ہے۔ عاشق و معشوق اپنے عشق کو حدود یا رکاوٹوں سے ٹکر لینے کی اجازت نہیں دیتے —— اور اس کش مکش میں بالکل، یا تقریباً بالکل، تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

ہیملٹ " THE HAMLET " (۱۹۴۰ء) کے افراد قصہ "ریڈنیک" لوگ یعنی غریب کاشت کار ہیں۔ فاکنر انہیں ایسے لوگوں کی اولاد بتاتا ہے جن کے پاس غلام نہیں تھے۔ ان کے ویلزی، اسکاچی اور انگریزی نام ہیں۔ "انہوں نے اپنے گرجے اور مدرسے خود چندہ دے کر چلائے، آپس ہی میں شادیاں کیں اور کبھی کبھار زنا اور اکثر بار قتل کیے .. .. .. وہ پروٹیسٹنٹ اور ڈیموکریٹ اور کثیر الاولاد تھے۔" فاکنر ان میں سے بیشتر کے ساتھ عزت کا سلوک کرتا ہے اور اس بات کی طرف کوئی اشارہ نہیں کہ وہ ان کے غیر اشرافی ورثے کی بنا پر انہیں حقارت سے دیکھتا ہے یا ان سے برتر ہونے کے احساسات کو دل میں جگہ دیتا ہے۔

اصل میں "ہیملٹ" اسنوپس خاندان کے، اور بالخصوص ایک شخص فلیم کے، جیفرسن سے بیس میل دور، فرینچ مینز بنیڈ نامی جگہ پر آ بسنے اور

بڑی باقاعدگی سے وہاں کی آبادی کو ٹھگنے کی کہانی ہے۔ فلیم کے چہرے یا آواز سے کبھی کسی تاثر کا اظہار نہیں ہوتا اور شائستگی سے کام لینے یا ایمانداری کے اصولوں کا لحاظ کرنے کے امکان کو تو وہ کبھی دل میں جگہ دیتا ہی نہیں۔ اس کے لیے خیر خواہی کا جو بھی ذرا سا اظہار ہوتا ہے، وہ اس سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہتا۔ یہ اس کی اور جوڈی وارنر کی ایک ابتدائی مٹھ بھیڑ کا بیان ہے؛ جوڈی سن چکا ہے کہ فلیم کا باپ ایب اسنوپس غلّے کے ذخیرے کو آگ لگانے والا ہے، اور وہ بجا طور پر خوف زدہ ہے:

"کیا حال" اس نے کہا۔ "تم فلیم ہو، ہو نا؟ میں وارنر ہوں۔"

"یہ بات؟" دوسرے نے کہا۔ اس نے تھوکا۔ اس کا چہرہ چوڑا چپٹا تھا۔ اس کی آنکھوں کا رنگ ایسا تھا جیسا کھڑے پانی کا۔ میلی سفید قمیص اور سستی خاکستری پتلون پہنے ہوئے وہ دیکھنے میں وارنر ہی کی طرح پلپلا معلوم ہوتا تھا، گو قد میں اس سے راس بھر چھوٹا تھا۔

"میں تم سے ملنے کی فکر میں تھا،" وارنر نے کہا۔ "میں نے سنا ہے کہ تمہارے باپ کا زمینداروں سے ایک یا دو دفعہ کچھ جھگڑا ہوا ہے۔ جھگڑا جو شاید سنگین صورت اختیار کر لیتا۔" دوسرا منہ چلاتا رہا۔ "شاید انہوں نے اس کے ساتھ کبھی ٹھیک برتاؤ کیا ہی نہیں؛ مجھے اس بارے میں کچھ پتا نہیں، اور نہ ہی پرواہ ہے۔ میں جس چیز کا ذکر کر رہا ہوں وہ ایک غلط فہمی ہے، ہر غلط فہمی

اس طرح سے دور کی جا سکتی ہے کہ آدمی بدستور اس شخص سے دوستی قائم رکھ سکتا ہے جس سے وہ مطمئن نہ ہو۔ کیا تمہیں اس سے اتفاق نہیں ؟" دوسرا آدمی یکساں انداز میں منہ چلاتا رہا۔ اس کا چہرہ تاثر سے اس طرح خالی تھا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بھرا کڑ چھا۔ "تاکہ اسے یہ محسوس نہ کرنا پڑے کہ ایک ہی چیز اس کے حقوق کا ثبوت پیش کر سکتی ہے اور وہ ایسی ہے جس کی بدولت اسے اگلے ہی روز بوریا بستر باندھ کر ملک سے رخصت ہونا پڑے گا۔" وارنر نے کہا۔ "تاکہ کسی دن یہ نوبت نہ آئے کہ وہ ارد گرد دیکھے اور اسے پتا چلے اب کوئی ملک باقی نہیں رہا جہاں وہ جا سکے۔" وارنر چپ ہو گیا۔ اس مرتبہ اس نے اتنی دیر انتظار کیا کہ دوسرا آخر کار بول ہی پڑا، گو وارنر کبھی یقین سے نہ طے کر سکا کہ اس کے بول پڑنے کی وجہ یہی تھی یا نہیں۔

"علاقہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔"

فلیم —— وارنروں کو نشانہ بناتا ہے، جو فرینچ مینز بینڈ میں سب سے بڑے زمیندار ہیں۔ وہ یولا وارنر سے شادی کرتا ہے، جو زرخیزی کی، موسم بہار اور گرما کی بیگن پختگی کی علامت ہے، اور وہ قصبے کے بیشتر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر، مکار ریٹکلف تک کو جکمہ دے کر، کتاب کے آخر میں جیفرسن کا رخ کرتا نظر آتا ہے۔

"ہیملٹ"، جس کا کچھ حصہ ایسے افسانوں پر مشتمل ہے جو پہلے لکھے گئے تھے، ضمنی حکایتوں کا مجموعہ ہے۔ اور اگرچہ فلیم سے متعلق حصے زیادہ تر عوامی روزمرہ میں قلم بند کیے گئے ہیں، بے حد خطیبانہ اور غنائی عبارتوں کی بھی کمی نہیں، جن میں سے بعض تو کئی کئی صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ عبارتیں زیادہ تر یولا کے سراپے اور رفاتر العقل آئک اسنوپس کے ایک گائے سے بے تکے عشق کے لیے مخصوص ہیں۔ کہانی کی چار ایسی لڑیاں ہیں جن کا تعلق محبت سے ہے ـــــ یعنی ہوسٹن نامی ایک کاشت کار کی شادی، منک اسنوپس کی شادی، یولا کی عشق بازیاں اور فلیم سے شادی جس میں محبت کو کوئی دخل نہ تھا اور آئک کا گائے سے عشق۔ طنز کا پہلو یہ ہے کہ باقی تمام بظاہر "نارمل" محبتوں کی نسبت آئک کا عشق ایجاب اور تعظیم کی زیادہ خالص شکل ہے۔ جس نفیس اور رومانی زبان میں اسے بیان کیا گیا ہے آیا وہ موثر ترکیب ہے یا نہیں، یہ سوال تو جدا گانہ ہے، البتہ تحریر بذات خود خیرہ کن بھی ہے اور خوبصورت بھی۔ اس میں اور دوسرے حصوں کی عوامی زبان میں بڑا چبھتا ہوا تضاد پایا جاتا ہے۔

"دیسی امریکی نثر" پر بحث مباحثوں کا رابطہ بالعموم سرحد کی، اور بالخصوص جنوب مغربی سرحد کی، "گپ بازی" کی روایت سے قائم کیا جاتا ہے۔ اے۔ بی لانگ اسٹریٹ کی کتاب "GEORGIA SCENES" (۱۸۳۵ء)

اور جارج ڈبلیو۔ہیرس کی کتاب "SUT LOVINGOOD's YARNS" (۱۸۶۷ء) کا شمار سب سے مشہور گپوں میں ہوتا ہے۔ مارک ٹوین پہلا آدمی تھا جس نے اس قسم کے مزاح کو رتبہ بڑھا کر یا کایا پلٹ کے ذریعے سے ادب بنا دیا۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے یہ گپیں ہمیشہ بولی ٹھولی سے قریب اور گرامر سے بے نیاز ہوتی ہیں، اور اندازِ بیان میں کم بیانی اور بے لگام مبالغے دونوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔

"ہیملٹ" لکھ کر فاکنر نے امریکی ادب میں پائے جانے والے اس "دیسی" رنگ میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ (رٹیلف، سلائی کی مشینوں کا ایجنٹ، جو ناول کے اکثر واقعات میں حصہ بھی لیتا ہے اور ان کی ترجمانی بھی کرتا ہے، بالکل ایسی ہی ایک روایت سے تعلق رکھتا ہے، یعنی انیسویں صدی کے ادب میں یانکی بساطی کی روایت سے۔ رٹیلف کی طرح بساطی بھی عملی، زیرک، بذلہ سنج اور بعض اوقات چڑچڑا آدمی تھا۔) "ہیملٹ" کے کم از کم تین بڑے سین —— یعنی گھوڑوں کی ادلا بدلی کا قصہ، فلیم اسنوپس کا شیطان کو جھانسا دینا، ایک گھوڑے کا مکان میں گھس آنا اور دیوانہ وار دوڑتے پھرنا —— گپ بازی کی روایت سے ماخوذ ہیں۔

"ہیملٹ"، مزاحیہ ناول ہے۔ یہ اس قدیم روایت سے منسلک ہے جس میں انسان کو اپنی کمزوریوں کا آپ مذاق اڑاتے دکھایا جاتا ہے۔ فلیم

اپنی حیثیت بنانے اور بڑھانے کی ہوس کی مجسم تصویر ہے اور رٹیلف اس کا زیرک، بذلہ سنج، لگر ٹوک جانے والا حریف ہے۔ "ہیملٹ" کا مزاج درشت سہی، لیکن باایں ہمہ یہ اس مزاج کی بہ نسبت جو ابتدائی کتابوں میں مل سکتا ہے زیادہ تسکین بخش نوعیت کا ہے۔

"غیر مغلوب" سے "GO DOWN MOSES" (سنہ ۱۹۴۲ء) اس حد تک مشابہ ہے کہ دونوں کتابیں آپس میں متعلق افسانوں پر مشتمل ہیں۔ بہر حال یہ مشابہت یہیں ختم ہو جاتی ہے کیونکہ "GO DOWN MOSES" گوروں اور کالوں کے تعلقات کے انفعال اور سوز و گداز کا سنجیدہ اور پُر اثر جائزہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ساتوں افسانوں میں سب سے اچھا افسانہ "ریچھ" (THE BEAR) ہے جسے انتخابات میں اکثر شامل کیا گیا ہے۔ ایسے نقاد بہت سے ہیں جو فاکنر کے معاشری اور اخلاقی عقائد کی تشریح کی کوشش کرتے وقت، بجا طور پر، "ریچھ" کی طرف رجوع کرتے ہیں ——— کیونکہ اس میں فاکنر کہتا ہے کہ فطرت کے بارے میں صحیح رویے سے انسانوں، گورے اور کالے انسانوں، کے بارے میں صحیح رویہ اختیار کرنے کی راہ ہموار ہو جانی چاہیئے۔

بوڑھا بین (یہ ریچھ کا نام ہے) محض ایسا ریچھ نہیں جس کا شکار کھیلا جائے، بلکہ کچھ اور بھی ہے ——— وہ ویرانے کی، آزادی کی، ہمت

کی اور بار آور دھرتی کی علامت ہے۔ سام فادرز، جو ایک "چکا سا سردار" اور حبشن باندی کا بیٹا، دیرانے کو سمجھتا ہے اور آئزک (آئک) میکاسلن کو اس کے سبق آموز رموز کی تعلیم دیتا ہے۔ سام فادرز سے آئک تحمل، انکسار اور ہمت سیکھتا ہے۔ فطرت کا کوئی مالک نہیں اور نہ ہونا چاہیئے ——— اور کسی کو اس کی کمزوریوں سے فائدہ نہ اٹھانا چاہیئے۔ کہانی کے پہلے روپ میں، جو بطور افسانہ شائع ہوا تھا، فاکنر دنیا کا ایک مقدس منظر پیش کرتا ہے، جو کولرج کے "کہنہ سال ملاح" کے منظر سے مختلف نہ تھا۔ دوسرے، اصلاح شدہ، روپ میں، جو "GO DOWN MOSES" میں چھپا ہے، دو دیگر عناصر شامل کر دیے گئے ہیں: تمدن کا دوسروں کی بے بسی سے فائدہ اٹھانا اور غلامی کی خرابیاں۔

"GO DOWN MOSES" میں کہانی کی دو لڑیاں ہیں، آئک کی تاریخ اور آئک کے دادا، بوڑھے کیرو بھترز میکاسلن کے دوغلے (آدھا حبشی آدھا گورا) "وارثوں کی تاریخ۔ آئک کو پتہ چلتا ہے کہ ان وارثوں نے، زیادہ تر اس ذلت و خواری کے ہاتھوں کہ انہیں آدمی کے بجائے سامان یا اشیاء سمجھا جاتا، عموماً بہت دکھ اٹھائے تھے۔ اس صورت حال سے لوکس بوشامپ جزوی طور پر مستثنیٰ ہے، جسے "INTRUDER IN THE DUST" میں مرکزی کردار بنتا تھا، اور جو گھٹیا درجے کا آدمی بن کر رہنا

قبول نہیں کرتا۔ "INTRUDER IN THE DUST" کے مقدمات "THE FIRE AND THE HEARTH" میں موجود ہیں جو زیر بحث کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ اندازاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ "GO DOWN MOSES" میں آدھی کہانیاں آئک اور ویرانے کے اور آدھی حبشیوں کے بارے میں ہیں۔ کہانیوں کے یہ دونوں خطوط اصلاح شدہ "ریچھ" میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ بوڑھا بین ان لوگوں پر حملہ کرتا ہے جو ویرانے کی بے بسی سے فائدہ اٹھارہے ہیں اور ہلاک ہوجاتا ہے۔ اور طویل چوتھے حصے میں آئک اور اس کا رشتے کا بھائی میکاسلن اڈمنڈز، کیروتھرز میکاسلن کے حبشی وارثوں کی میراث پر تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ فاکنر کا نکتہ یہ ہے کہ ویرانے کے بارے میں صحیح رویّے سے حبشیوں کے بارے میں صحیح رویّہ اختیار کرنے میں مدد ملے گی یا ملنی چاہیئے۔ یہی نکتہ "DELTA AUTUMN" میں، جس میں آئک ستر برس کا بوڑھا ہے، دہرایا گیا ہے۔

"GO DOWN MOSES" کی نثر کا بیشتر حصہ، بالخصوص "ریچھ" میں، ایک خیال آفریدہ حسن کا حامل ہے، بالخصوص وہ مناظر جن میں بوڑھے بین اور اچھوتے کھیتوں اور جنگلوں کا بیان ہے۔ مجموعے کی دوسری بہترین کہانی غالباً "PANTALOON IN BLACK" ہے، جس میں ایک غم کے مارے دیوانے نوجوان حبشی کی حرکتوں کو بڑے طرفہ کار انداز میں

قلم بند کیا گیا ہے۔ بہر حال، تمام کہانیاں اتنی کامیاب نہیں، اور نہ ہی وہ مطلوبہ ہر طرفہ پیٹرن (PATTERN) میں آسانی سے اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک بیٹھتی ہیں۔ "WAS" میں چچا بڈ اور چچا بک کا مزاحیہ احوال ہے اور یہ کہ چچا بک کس طرح بھڑّے میں آکر ایسی شادی کرنے پر مجبور ہو گئے جس کے وہ ہرگز خواہاں نہ تھے۔ ان تین ابواب پر، جن کا مجموعی عنوان "THE FIRE AND THE HEARTH" ہے، ایسے واقعات کا گمان ہوتا ہے جنہیں فاکنر بنا سنوار کر ناول کی شکل دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"GO DOWN, MOSES" بڑی حد تک "ریچھ" لکھنے کی تیاری معلوم ہوتا ہے اور "GO DOWN MOSES" جو بعض کرداروں کی اٹھان کے اعتبار سے دلچسپ ہے، زبردستی میں شامل کی ہوئی کہانی لگتی ہے جو ان موضوعات میں بہت تھوڑا اضافہ کرتی ہے یا بالکل اضافہ نہیں کرتی جنہیں "ریچھ" میں ترقی دی گئی۔ بہر حال، "GO DOWN MOSES" کے بہترین حصے تقوے، انصاف اور شائستگی کی جو تمثیلیں پیش کرتے ہیں وہ امریکی ادب میں اس قسم کی تمام دوسری عبارتوں سے زیادہ اثر انگیز ہیں۔

"GO DOWN MOSES" کے بعد جتنے ناول شائع ہوئے ہیں ان میں فاکنر کی خصوصی صفات، بالخصوص نئی ہئیتوں کو آزمانے پر آمادہ

ہونا اور بذلہ سنجی، موجود ہیں، لیکن ان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس میں پہلا سا زور نہیں رہا۔ خطابت میں پہلے جو گویا جادو کے زور سے سُلا دینے والی کیفیت پائی جاتی تھی وہ اب بڑی حد تک کم ہو گئی ہے، اور فاکنر اپنے افسانوں میں ڈرامائی رنگ پیدا کرنے کے لیے کم کوشاں معلوم ہوتا ہے اور اس احساس میں مبتلا ہو کر کہ سب کی نظریں اسی پر جمی ہوئی ہیں وہ نصیحت آمیز باتیں بھی کرنے لگا ہے۔ معاشرتی مسئلے حل چاہتے ہیں اور ایک ممتاز مصنف اور نوبل پرائز جیتنے والے کی حیثیت سے اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان کے حل فراہم کرے گا۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آیا یہ نیا منصب اس نے برضا و رغبت قبول کیا ہے یا محض احساس فرض کے ماتحت۔ یہ منصب ایسا نہیں جو اس کی نرالی ذہنی صلاحیتوں سے میل کھاتا ہو۔

متاخر ناولوں میں سب سے پہلا ناول "INTRUDER IN THE DUST" (سنہ ۱۹۴۸ء) نوجوان چارلس میکاسلن اور لوکس بوشامپ کے تعلقات کا اثر دار بیان ہے —— لڑکا آہستہ آہستہ بوڑھے حبشی کو اپنے جیسا انسان سمجھنے لگتا ہے۔ اس سے ہک فن اور حبشی جم کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور کتاب کے قدرے اوٹ پٹانگ واقعات بھی —— یعنی لڑکے اور ایک معمر خاتون کا قبر کھود کر مردہ نکالنا، ایک مردے کی جگہ دوسرا مردہ رکھا جانا ایک

آدمی کا پور بالو میں دفن ہونا، اور رونڈ نمبر چار کے لڑکا کا گووری خاندان کی حرکتیں — یہ سب ہکل بری فن "HUCKLE BERRY FINN" کے میلوڈرامے کی یاد دلاتے ہیں۔ اس سطح پر تو "INTRUDER IN THE DUST" عمدہ کہانی ہے، لیکن اچھی بھلی چیز کو خراب کیے بغیر فاکنر کو چین نہ آیا۔ اس نے ناول میں گیون اسٹیونز، چارلس کے چچا، اور لوکس کے وکیل کو ٹھونس دیا، اور اسٹیونز کی زبانی جنوب اور شمال کے موازنے پر اور ان طریقوں کے بارے میں جن پر بہتر نسلی تعلقات قائم کرنے کے لیے عمل کرنا چاہیئے لچھے دار اور اکثر غیر متعلق تقریریں کرائی ہیں۔ بدقسمتی سے اسٹیونز کے نظریے ہمیں ہر بار قائل نہیں کرتے، اور ان سے کہانی کی رفتار میں خوبصورت دیگر ایک سادہ اور شاید بانکی چیز ثابت ہوتی، بہت سخت رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

"KNIGHTS GAMBIT" (۱۹۴۹ء) سلسلہ وار جاسوسی کہانیوں پر مشتمل ہے، لیکن فاکنر اس صنف کے مروجہ آداب میں قید رہنے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس نے جاسوسی کہانیوں کے جانے پہچانے حربوں سے کام تو لیا ہے، مگر ان میں اس قسم کی نفسیاتی تفتیش اور کردار نگاری کا اضافہ کر دیا ہے جو افسانے یا ناول سے مخصوص ہے۔ یہ متضاد آداب ایک دوسرے کو تقریباً ملیا میٹ کر دیتے ہیں۔

۱۹۵۰ء میں فاکنر نے "منتخب کہانیاں" "COLLECTED STORIES"

شائع کی، جس میں "دہ تیس" "THESE THIRTEEN"
(۱۹۳۱ء) اور "ڈاکٹر مارٹینو" "DR. MARTINO" (۱۹۳۴ء)
اور چند اور افسانوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ چند افسانے قدرے کام چلاؤ قسم کے بھی ہیں جو اسی طرح کے ہر مجموعے میں ہوا کرتے ہیں، لیکن اچھے افسانے بھی اتنی خاصی تعداد میں موجود ہیں کہ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فاکنر فن کے استادوں میں شامل ہے۔ اس کے جو ہم عصر افسانہ نویسی کے لیے مشہور ہیں ان میں سے کوئی اس کی شدت یا رسائی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے بہترین افسانے غالباً یہ ہیں: "سرخ پتے" "RED LEAVES" جو بوڑھے انڈین سردار، اِسّے تبے ہا کی موت کے بارے میں ہے۔ "WASH" جو ایب سلم، ایب سلم، کی اساس ہے ——— "THAT EVENING SUN"
"BARN BURNING" اور "A ROSE FOR EMILY"
"DRY SEPTEMBER"
وغیرہ۔ فاکنر کے افسانوں کا جہان کرداروں کی گوناگونی اور معانی کی باریکیوں، اشارتوں، زمان اور مکان کے تنوع کے اعتبار سے شیکسپیری ہے۔

"راہبہ کے لیے دعائے مغفرت" "REQUIEM FOR A NUN"
(۱۹۵۱ء)، جو "جائے پناہ" کا تکملہ ہے، ایک عجیب و غریب اخلاقی ڈرامہ

ہے جس میں ٹمپل ڈریک اور گوون اسٹیونز کے علاوہ نینسی مینی گو اور گے وِن اسٹیونز بھی شریک ہیں اس، جیکوبین ڈرامے کی یاد دلانے والے، کھیل کے ایکٹ جیفرسن اور مسی سپی کی ریاست کے بارے میں طویل تاریخی ابواب سے پٹے پڑے ہیں۔ ٹمپل اور گوون کو، جو "جائے پناہ" میں نوجوان طالبعلم تھے، یہاں خاصی عمر کا دکھایا گیا ہے اور وہ ایک کم عمر بچے کے والدین ہیں۔ دونوں بے چین اور ناشاد ہیں۔ ڈرامے کے واقعات، جس میں نینسی مینی گو کے ہاتھوں بچے کا قتل شامل ہے، انھیں ایسے مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں وہ تکلیف سہنے کے ذریعے سے تزکیۂ پر ایمان لے آتے ہیں، اور اپنا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ وہ ابواب، جن میں ٹمپل اور گوون تاریخ میں شریک نظر آتے ہیں، ہمیں مصنف کی صلاحیت کا زیادہ قائل کرتے ہیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود "راہبہ کے لیے دعائے مغفرت" ردی کام اور فاکنر جیسے قد آور مصنف کے شایانِ شان نہیں۔

حکایت "A FABLE" (۱۹۵۴ء) بھی، جس کا پس منظر فرانس ہے، ایک عجیب و غریب کتاب ہے، یعنی ناول کم ہے اور انسانوں کی امن کی تلاش کے بارے میں (ALLEGORY) الیگوری زیادہ ہے۔ بدقسمتی سے وہ پیغام یا عقیدہ جو فاکنر نے اس میں شامل کیا ہے یا تو گڈ مڈ اور تفصیلات کے اعتبار سے ناقص ہے یا ایسے مبہم انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اسے

سمجھنا انتہائی دشوار ہے۔ کہیں کہیں بڑی آب و تاب کے بیانیہ ٹکڑے موجود ہیں۔ لیکن ایسے مکمل منظر اگر ہیں تو چند ہی ہیں جنہیں اس انداز سے لکھا گیا ہو کہ وہ قاری کے تخیل میں جی اٹھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ "حکایت" کو ناول کی بجائے ایک تقریر یا خطابت کا ایک مطول نمونہ سمجھ کر سوچا گیا ہے۔

"وہ گاؤن" "THE TOWN" (سنہ ۱۹۵۷ء)، اسنوپس قبیلے پر ایک موعودہ سلسلے کا دوسرا ناول، "حکایت" سے بہتر لیکن "ہیملٹ" سے کمتر درجے کی تصنیف ہے۔ بہت سے پرانے کردار اس میں موجود ہیں لیکن فاکنر نے، ماضی کو حال میں گھسا کر، چارلس میلی سن اور گے ون اسٹیونز کو بھی شامل کر لیا ہے۔ یولا اور فلیم اتنے روشن طور پر حقیقی نہیں معلوم ہوتے جیسے "ہیملٹ" میں تھے، اور ناول کے واقعات مجموعی طور پر کم تیزی سے بیان ہوئے ہیں۔ لیکن "THE MANSION" (سنہ ۱۹۵۹ء) نامی ناول میں، جو زیادہ تر مِنک اسنوپس کی نذر ہو گیا ہے، فاکنر نے اپنی گذشتہ قدرت کا خاصا اظہار کیا ہے۔

فاکنر کے ناولوں اور افسانوں کے موضوعات کا واسطہ خودداری اور باہمی احترام، دوسروں کو بھی اور اپنے آپ کو بھی معاف کر دینا، شکیبائی اور انکسار اور غرور اور مہربانی کے درمیان ایک معقول توازن جیسی بنیادی مسیحی نیکیوں سے ہے۔ اگرچہ فاکنر کسی خاص فرقے کے عقائد کا ماننے والا نہیں،

وہ عیاں طور پر مسیحی اخلاقی ضابطے کا قائل ہے ——— بہر حال، وہ عقائد پر کاربند عیسائیوں کو سراسر تحسین کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ اس کے تلخ ترین طنز نے بعض جگہ خود متیقن پارسائی کو اپنا نشانہ بنایا ہے۔ وہ پُرغرور اور ظاہری معنی کی قائل راست بازی کو، خواہ وہ جنوبی دستوروں کے کام آ رہی ہو خواہ مسیحی عقائد کے، تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ چونکہ اس کی بہت سی کہانیوں کا پس منظر جنوب ہے، ان نیکیوں اور برائیوں کو اکثر گوروں اور کالوں کے تعلقات کے سیاق و سباق میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان سے جو سروکار فاکنر رکھتا ہے وہ بعض دفعہ اسے جنوبی میراث اور "جنوبی ضابطے" کا مطالعہ کرنے پر اکساتا ہے۔

فاکنر عظیم ادیب ہے، غالباً امریکہ کا سب سے عمدہ ناول نویس ہے، لیکن ذہن کی ایک لازمی سادگی اس کی عبقریت کا جزو ہے۔ وہ ان معنوں میں تصنّع پسند ادیب نہیں ہے جن میں ہنری جیمز یا جوزف کونریڈ یا جیمز جوائس تصنّع پسند ہیں۔ جب وہ ایک خاص قسم کی اہمیت اور پائے کے موضوعات پر ہاتھ ڈالتا ہے، جیسا کہ اس نے "PYLON" اور "A FABLE" میں کیا تھا، تو بری طرح ٹھوکر کھاتا ہے۔ لیکن ایسے مضامین اور موضوعات کا ذکر کرتے ہوئے جن کے محسوسات اس کی ہڈیوں تک میں سرایت کر جاتے ہیں ——— جیسے "خشک ستمبر" میں حبشی کا احساس بے بسی، "غلغلہ

اور غضب" میں ڈلسی کی شائستگی، "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" میں ایس بنڈرن کا ہر وقت اپنی ہی ذات میں محو رہنا، یا "BARN BURNING" میں نوجوان سارٹی اسنوپس کا کرب ——

فاکنر بڑا شاندار نظر آتا ہے۔ فاکنر کے موضوعات اتنے ہی سادہ اور اتنے ہی پیچیدہ، اور مستقل ہیں جتنے انجیل کے موضوعات۔ !

خوش قسمتی سے اس کے قوائے ایجاد بڑے زبردست ہیں اور ناول کو فن کی ایک ہیئت سمجھنے والے نظریے میں اس کا حصہ ہے۔ کسی دوسرے امریکی ناول نویس نے اتنے بہت سے یادگار کردار تخلیق نہیں کیے، اور جہاں تک ایک ہی ناول کے اندر، مثال کے طور پر "اگست میں روشنی" یا "ہیملٹ" کو لے لیجئے، زندگی کی گوناگوں اور متنوع قسموں اور سطحوں کے خالق ہونے کا تعلق ہے، امکان یہی ہے کہ ان ناول نویسوں میں سے کوئی فاکنر کی برابری نہیں کر پایا ہے۔ فاکنر تخیل کی کمی کا شکار نہیں۔

اس نے خود کو اسلوب کا یعنی ایک "بلند پایہ خطابت" اور ایک "عوامی خطابت" کا اُستاد بھی ثابت کر دیا ہے۔ اس کے ایک نقاد نے کہا ہے "فاکنر کی نثر سے کسی شکاری کے نرسنگھے کی طرح، دقیانوسی آواز آتی ہے۔" نثر کی یہ خصوصیت اچھی متعین ہوتی ہے۔ فاکنر کی زبان اور افسانوی دنیا ماضی کو ہمارے سامنے حاضر کر دیتی ہے یا، یہ کہنا زیادہ بہتر ہے، ماضی کا رشتہ حال سے جوڑتی

ہے۔ فاکنر کو پڑھتے ہوئے آدمی محسوس کرتا ہے کہ وہ عذاب، تکلیف اور کرب اور ساتھ ہی ساتھ برداشت، پُرخلوص لگن اور محبت کی طول طویل تاریخ میں شریک ہے۔

جب فاکنر اپنے وسطی اور عظیم ترین دور کی تصنیفات لکھ اور شائع کر رہا تھا تو، اس کے بیشتر ہم عصر، مثلاً تھیوڈور ڈریزر، سنکلیر لیوس اور جون ڈوس پاسوز، زیادہ "حقیقت پسندانہ ناول افسانے لکھنے میں مشغول تھے۔ ان کے ناول افسانے اس اعتبار سے زیادہ حقیقت پسندانہ تھے کہ ان سے الیگوریکل کردار تخلیق کرنے، بہت زیادہ علامتی واقعات گھڑتے یا شاعرانہ اور خطیبانہ رنگ میں رچی نثر لکھنے کی توقع کم تھی۔ ان کی حقیقت پسندی روزمرہ کے تجربے یا "معمولی حقیقت" کو منعکس کرنے کی کوشش تھی۔ یہ وہ دور تھا جب بہت سے امریکی خطابت، نفاست، اسلوب اور ادبی دستور تک کو شبہے سے دیکھتے تھے۔ وہ اس سے انکار کر دیتے کہ ڈریزر یا لیوس یا ڈوس پاسوز کی "حقیقت پسندی" بجائے خود ایک ادبی دستور تھی۔ ناول افسانے کو ان معنوں میں دستاویزی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا تھا کہ لیوس کی مین اسٹریٹ ہو بہو منی سوٹا ریاست میں ساک سنٹر کی مین اسٹریٹ تھی جہاں مصنف پلا بڑھا تھا۔ لہٰذا جب قاری "جائے پناہ" یا "جب میں پڑی دم توڑ رہی تھی" یا "ہیملٹ" سے دوچار ہوا تو کچھ کھلاہٹ پیدا ہوئی۔ یا تو فاکنر مسی سپی کو ہو بہو اس کے اصلی روپ میں دکھا رہا تھا، یا وہ مبالغے سے کام لے رہا تھا، اور ثانی الذکر صورت میں حقیقت بیان نہ کر رہا تھا۔ زیادہ جدید

تنقید اس امر کی وضاحت میں مددگار ثابت ہوئی ہے کہ فاکنر نے جن ادبی دستوروں کو برتا تھا وہ " نئی حقیقت پسندی " کے دستور نہیں تھے، یا یوں کہہ لیجئے کہ یکسر " نئی حقیقت پسندی " کے دستور نہیں تھے۔

جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اس کا جائزہ لینے سے ہمیں نظر آ سکتا ہے کہ فاکنر کے ناول افسانے بعض اعتبارات سے " نئی حقیقت پسندی " کی نسبت پرانے ادبی دستوروں سے زیادہ قریب ہیں۔ چارلس بروکڈن براؤن، ایڈگر ایلن پو بلکہ ایمبروز بیرس تک کی سنسنی خیز اور بھیانک خیال آرائیاں، کہ یہ سب قارئین پر لرزہ طاری کرنے کے ماہر خصوصی تھے، بین طور پر فاکنر کی میراث کا حصہ ہیں۔ ہاتھورن کی الیگوری اور گوتھک رومان بھی موجود ہیں، ان دونوں عناصر سے درشت قسم کی راست بازی کے قائل لوگوں کی بغیر کسی جانبداری کے توضیح کرنے کا کام لیا گیا ہے۔ کوپر کے معصومیت کے نام لیوا بھی اس کے ہاں موجود ہیں اور "گپیں" بھی پائی جاتی ہیں۔ اور کم از کم ایک لحاظ سے فاکنر، میلول (MELVILLE) کی یاد دلاتا ہے: دونوں مصنف، امید اور توقع کی اس روایت میں سے جو انہیں ورثے میں ملی ہے، خالص معصومیت کا ایک وژن تخلیق کر سکتے ہیں، اور وہ، اپنے عمیق گہرائیوں والے ذاتی تشکک میں سے، ایک کابوسی دہشت کا وژن تخلیق کر سکتے ہیں۔ فاکنر ایلزبیتھی اور جیکوبین ڈرامے، روسی ناول، اور اس " جدید " ناول سے جسے ہنری جیمز، کونریڈ اور جوائس نے تخلیق کیا،

باخبر رہا ہے۔ فاکنر کی دوہری میراث، یعنی امریکی اور یورپی میراث پیچیدگی سے خالی نہیں —— اور اسے اس میراث کے تنوع کا شعور رہا ہے۔

نوٹ

ولیم فاکنر کا یہ تنقیدی تعارف پروفیسر ولیم وان، اوکونر نے ۱۹۵۹ء میں لکھا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن طبع ہوا، جس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ذیل کے دو واقعات قابل ذکر ہیں :-

(۱) ۱۹۶۲ء میں فاکنر کی ایک کتاب THE REIVERS شائع ہوئی۔

(۲) ۶ر جولائی ۱۹۶۲ء کو فاکنر کا انتقال ہو گیا۔

مطبوعاتِ میری لائبریری

ادب و تنقید:-

- ادب کا تنقیدی مطالعہ، ڈاکٹر سلام سندیلوی نے ادب اور تجزیہ ہڈسن کی کتاب سٹڈی آف لٹریچر کی روشنی میں کیا ہے، گویا ہڈسن کی کتاب کا اردو روپ ہے۔ ۲/۲۵ مجلّد ساڑھے چار روپے
- پنجابی ادب کی مختصر تاریخ:- پروفیسر احمد حسین قریشی نے ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں اپنی طویل تاریخ کا اختصار مرتب کیا ہے گویا کوزے میں دریا بند ہے ۳/۰۰
- بہترین انشائی ادب:- مرتب ڈاکٹر وحید قریشی، رجب علی بیگ سے دورِ حاضر تک اردو کے انشائی سرمایہ کی اہم تحریروں کا مجموعہ، مصنفین کے حالات فہرست تصنیفات اور تصویروں کے ساتھ۔ سفید کاغذ۔ مجلد بارہ روپے ۵/۵۰
- غبارِ خاطر:- ابو الکلام آزاد، نثر میں شاعری کا سا انداز، مولانا کے جیل کے ایام میں لکھے ہوئے مکاتیب کا مجموعہ عمدہ لکھائی چھپائی اور کئی خوبیوں کے ساتھ۔ مجلد ۶/۰۰ ۳/۷۵
- ارنسٹ ہیمنگوے:- فلپ ینگ نے نوبل انعام یافتہ ادیب کی زندگی اور لٹریچر پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ مجلد ۲/۷۵ ۱/۷۵
- تذکرہ:- جس سے ہمارے دل مدتوں گرم رہیں گے۔ تاریخ و سیرت کی ایک عمدہ تصنیف باطل کے خلاف جہاد مجلد سات روپے ۳/۷۵
- دیوانِ آتش:- مرتب مولانا حسرت موہانی و ڈاکٹر وحید قریشی طویل مقدمے کے ساتھ ۱/۵۰ مجلد ۳/۲۵

• **دیوان ولی** :- مولانا حسرت موہانی اور محمد خاں اشرف کا انتخاب اور تنقید۔
2/00 مجلد ۴/۰۰

• **میدان عمل** :- منشی پریم چند کا ناول ہندوستان کی سیاسی ہلچل کا آئینہ سوانح و مقدمہ
از خواجہ محمد ذکریا۔ 2/50 مجلد سات روپے

• **بڑی بات** :- عادل رشید کا نیا ناول - ۳/۰۰ - مجلد ۴/۰۰

• **کرن کرن اندھیرا** :- آغا اشرف نے ایک بین الاقوامی ناول لکھا ہے۔ نرالا۔ جاندار
۴/۵۰ مجلد نو روپے

• **میرے بھی صنم خانے** :- قرۃ العین حیدر، ہمارے ناول نگاروں میں قرۃ العین اور ان
کا یہ ناول بہت مشہور ہے، ہر دم تازہ، ہرا بھرا۔ 3/75 مجلد چھ روپے

• **متاعِ ادب** :- جملہ اصناف سخن کی تاریخ کا تذکرہ ادبا کی قلمی تحریروں کے ساتھ جملہ
علوم پر اردو کتب کا تفصیلی جائزہ یعنی کوزے میں دریا بند 2/25 مجلد ۴/۵۰

• **سلطانی محلوں کے راز** :- جمال پاشا الغزی، مترجم عبد الرزاق ملیح آبادی، ترکی سلاطین
کے اندرونِ خانہ پر اسرار حالات و واقعات۔ 3/75 مجلد چھ روپے

• **فسانۂ مبتلا** :- ڈاکٹر مولوی نذیر احمد دہلوی، مولانا اردو کے ابتدائی ناول نویس ہیں، اور ان
کا یہ ناول اس عہد کے اچھے ناولوں میں سے ہے۔ پروفیسر محمد خاں اشرف کی 2/25
تنقید اور محاکمے کے ساتھ مجلد ۴ روپے

• **ننگی دھرتی** :- مس آئی لن چانگ، ترجمہ اشرف صبوحی، انقلاب چین کی زندہ
تصویر، جو چینی قوم کو کندن بنتے دکھا سکتی ہے۔ سفید کاغذ میں۔ 5/-

- **روپ متی** :- سید فیاض حسین نے سرزمین ہند کی عظیم دختر، روپ متی کی شعلہ و شبنم شخصیت کا قصہ بڑی ہی رعنائی، نغمگی اور دلداری کے ساتھ لکھا ہے۔ ۲/۵۰

- **پتھر کا دیس** :- عادل رشید، میرامنؔ نے چار درویشوں کا قصہ لکھا تھا۔ عادل رشید نے چار لڑکیوں کا قصہ لکھا ہے۔ جو قصہ چہار درویش سے بھی زیادہ دلچسپ، عبرتناک اور پر اسرار ہے۔ مجلد چھ روپے ۳/۷۵

- **سہرے کے پھول** : عادل رشید، حقیقتوں اور صداقتوں کے بیان کرنے کے نئے انداز میں ایک دلدوز اور سبق آموز ناول، شہد کی طرح میٹھا اور گلاب کی طرح نازک۔ ۳/۰

- **آہیں** :- عادل رشید، جھونپڑے میں رہنے والے بھی انسان ہوتے ہیں۔ یہ داستان ان ہی انسانوں کی حیات پیش کرتی ہے۔ مجلد ۳/۲۵ روپے ۱/۷۵

- **دل بھولتا نہیں** :- سید جعفر علی، ایک نئے قلم کار کا نیا نیا، پیارا پیارا ناول آپ بھی اس کو بھلا نہ سکیں گے۔ ۱/۵۰

- **منزل منزل دل بھٹکے گا** :- عنایت اللہ، چار چھوٹے ناول، جنہیں بعض نقادوں نے اردو کے دلچسپ ترین طویل مختصر افسانے قرار دیا۔ مجلد پانچ روپے ۲/۵۰

- **ڈوب ڈوب کر ابھری ناؤ** :- (رپورتاژ) سلمیٰ عنایت، بیگم عنایت اللہ نے اپنے خاوند سے جدائی کے دنوں کی کہانی لکھی ہے۔ یہ رپورتاژ ہی نہیں، معاشرے کی بہت عمدہ، کڑوی کسیلی روداد بھی ہے۔ مجلد پانچ روپے ۲/۵۰

- **ہیرے کا جگر** :- عنایت اللہ، پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ...... مگر اس عظیم ناول کے مطالعہ کے بعد آپ کا دل مضبوط ہو جائے گا۔ آپ پر قوم، ملک اور انسانیت کی قدریں واضح ہو جائیں گی۔ ۳/۰۰

• خاکِ دل :- عبدالسلام، چار ناولٹ، نئی نسل کے جذباتی کرب کا فنکارانہ اظہار، خلوص، درد، آگہی کی تصویریں۔ ۲/۲۵

• خدا دیکھ رہا ہے :- ایک بے حد پیارا ناول، مترجم، عنایت اللہ (زیر طبع)

افسانے

• میرزا ادیب کے بہترین افسانے :- مرتب، پروفیسر عرش صدیقی، میرزا کے فن پر مبسوط مقدمے اور محاکمے۔ مجلد پانچ روپے ۲/۵۰

• احمد ندیم قاسمی کے بہترین افسانے :- انتخاب اور مقدمے میں مظفر علی کا نام اور افسانوں میں ندیم کی عظیم شخصیت، ہر چیز معیاری مجلد ایڈیشن آٹھ روپے ۳/۷۵

• زادِ راہ :- منشی پریم چند، گیارہ افسانوں کا مشہور مجموعہ، جس پر پروفیسر محمد ذکریا کا مصنف کے حالات کے علاوہ افسانہ نگاری کے فن پر اور خاص طور پر زادِ راہ کے افسانوں پر تنقیدی مقدمہ بھی شامل ہے۔ مجلد چار روپے۔ ۲/۲۵

• میرے بہترین افسانے :- مرتب منشی پریم چند، مصنف کے مقدمے، اور "میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں" کے دلچسپ مضمون کے ساتھ نئی تنقید بھی شامل کی گئی ہے۔ سفید کاغذ۔ مجلد پانچ روپے ۲/۵۰

• ادھ کھایا امرود :- خان فضل الرحمان، اردو افسانے میں نووارد بھی ہیں۔ پختہ کار بھی، بالکل نئی آواز، نیا اسلوب مجلد ۵/۰۰ ۲/۵۰

• ۱۹۶۳ کے افسانے :- انتخاب و مقدمہ ڈاکٹر اعجاز نقوی۔ قیمت ۲/۵۰

• ۱۹۶۴ کے افسانے :- انتخاب و مقدمہ ڈاکٹر اعجاز نقوی۔ قیمت ۳/۰۰

• فاصلے :- سیّدہ عفرا بخاری کے افسانوں کا مجموعہ ۲/۰۰ مجلد ایڈیشن ۵/۰۰

- **چاند روشن نہیں ہے** :۔ عبدالمجید نظامی نے عمدہ کہانیاں لکھی ہیں۔ سفید کاغذ۔ قیمت ۳/۰۰
- **خوشبو کے گھاؤ** :۔ نوید انجم کے انیس افسانوں کا معیاری اور دلچسپ مجموعہ ۲/۵۰ مجلد ۹/۰۰
- **افق سے افق تک** :۔ آغا اشرف کے رپورتاژ، ڈرامے، افسانے، اور ناولٹ کا مجموعہ جس میں ملک کے معروف اہلِ قلم حضرات نے متعارف بھی لکھے ہیں ۳/۷۵ مجلد ۹/۰۰
- **حریفِ آدم** :۔ نصیر احمد ناصر بطور فلسفی معروف ہیں، افسانے بھی خوب لکھتے ہیں۔ ۲/۵۰ مجلد ایڈیشن ۴/۰۰

طنز و مزاح

شفیق الرحمٰن کے ہنستے مسکراتے چار مجموعے

- **حماقتیں** :۔ ہنستے، مسکراتے، رومان اور مزاح کے نمونے۔ نیلی جھیل، کلب، حماقتیں۔ بے بی اور ننانوے ناٹ آوٹ جیسے شاہکار۔ ۳/۰۰ مجلد چھ روپے
- **مزید حماقتیں** :۔ برساتی اور دوسرے دلچسپ افسانوں کا مجموعہ، طنز کے لطیف نشتر۔ شیطان عینک اور موسم بہار، تزک فادری اور ۳/۷۵ مجلد چھ روپے
- **لہریں** :۔ ریویو، ریڈیو، دیکھئے صفحہ فلاں اور دوسرے مضامین کا مجموعہ جن کے صفحے صفحے پر سوسو قہقہے بکھرے پڑے ہیں۔ ۱/۷۵ مجلد ۳/۵۰
- **پرواز** :۔ خوش دلی اور مسرت کے سدا بہار چشمے جن میں ان کے مشہور افسانے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ قصہ حاتم طائی بے تصویر۔ شیطان کی خالہ، کوہ ہمالیہ اور شیطان وغیرہ شامل ہیں۔ ۱/۷۵ مجلد ۳/۵۰

مکمل فہرست طلب کریں

بنیادی
انسانی حقوق کا مسئله

مصنف : جسٹس ولیم ، او ، ڈگلس

مترجم : خضر تمیمی ایڈووکیٹ ھائی کورٹ

امریکه کا ''قانون حقوق'' جو دراصل جمہوریت کے آدرش کا آئینه دار ھے ، اس کی تشریح امریکی سپریم کورٹ کے جج ولیم ، ڈگلس نے بڑی ھی عام فہم زبان میں کی ھے ۔ اسکے مطالعے سے عام قاری بحیثیت ایک شہری اپنے بنیادی انسانی حقوق کی اھمیت اور قانونی حیثیت کا صحیح شعور حاصل کر سکتا ھے ۔

کتاب کے مترجم خضر تمیمی ایک پرانے صحافی ، طنز نگار اور معروف قانون دان ھیں ۔

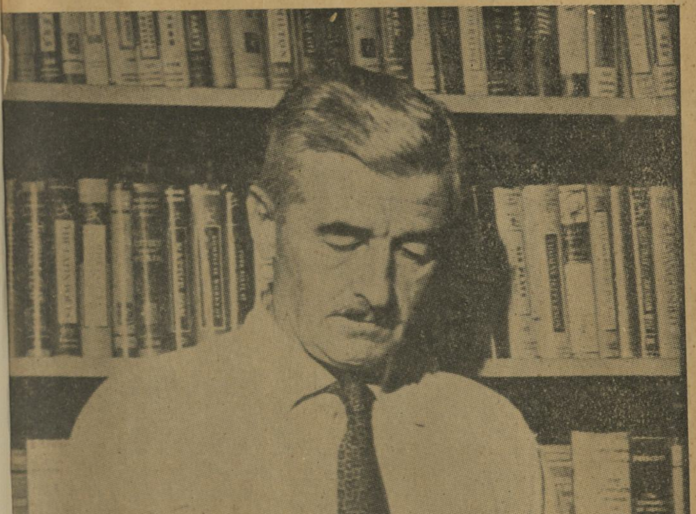
کتاب نفیس ٹائپ اور اعلیٰ سفید کارٹرج پیپر پر شائع ھوئی ھے ۔

مجلد ایڈیشن : 3.00

میری لائبریری : 2.25

مکتبۂ میری لائبریری، لاھور

ILLIAM FALKNER Rs. 1.75



ولیم فاکنر

۱۸۹۷ء تا ۱۹۶۲ء

[م جھدل]